بسم اللہ الرحمن الرحیم　　ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حی　　یا قیوم

دارالاحسان

اللھم صل علی سیدنا
محمد و آلہ و عترتہ بعدد
کل معلوم لک استغفر اللہ
الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم
و اتوب الیہ

سلسلہ اشاعت
۱۵
دعوت و تبلیغ
الاسلام

منازلِ السلوک

بندہ محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام الثاقب اضحاف المقبول المصطفین ○ دارالاحسان

شریعت شاہراہ ہے

ہر راہ راہی کو شہر کے دروازے تک پہنچا کر ختم ہو جاتا ہے۔

شریعت شاہراہ، طریقت شہر، اور اللہ ہماری منزلِ مقصود ہے۔

انت الھادی انت الحق لیس الھادی الاّ ھو

انت الھادی انت الحق لیس الھادی الاّ ھو

انت الھادی انت الحق لیس الھادی الاّ ھو

شہر میں بے شمار محلّے اور ہر محلّے میں گھر گلیاں اور جا بجا موڑ ہوتے ہیں۔ شاہراہ مسافر کو شہر کے دروازے تک پہنچا کر ختم ہو جاتی ہے۔ پھر ہر راہی کو منزلِ مقصود پر پہنچانے کے لئے ایسے راہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسے منزلِ مقصود کے راستے کی صحیح خبر ہو۔ ورنہ سارا دن بندے بندے کو پوچھ کر بھی کہیں نہیں پہنچ سکتے۔ شریعت کی ریل پر چڑھ کر آسانی سے لاہور تو پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر کیا دیکھا اللہ اللہ میلوں میں شہر بس رہا ہے۔ ہر فرد اپنی اپنی دھن میں بھاگا جا رہا ہے۔ کوئی کسی کی طرف متوجّہ نہیں نہ ہی کسی کی کوئی سنتا ہے

marfat.com

بڑے سے بڑے محلے کا بھی کوئی پتہ نہیں بتاتا، کہ کونسی سڑک پر کہاں واقع ہے۔ اگر کسی ایک کے دل میں رحم آ بھی گیا تو اس نے جاتے جاتے ایک بات کہہ دی کہ فلاں طرف چلے جاؤ۔ وہاں ایک موڑ آئے گا۔ وہاں مڑ جانا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد پھر کسی سے دریافت کیا۔ آیا کہ کہیں وہ غلط راہ پر تو نہیں چل رہا۔ اُس نے کہا وہ کبھی اس محلہ میں نہیں گیا۔ کسی اَور سے پوچھیں۔ کبھی اس دکاندار کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کبھی کسی کی طرف، غرضیکہ تھک جاتا ہے۔ جہاں جانا ہوتا ہے پتہ ہی نہیں چلتا۔ پس ضروری ہوا کہ

شہر کے دروازے پر پہنچ کر ہر راہی کو اپنی منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے کسی راہنما کی ضرورت پڑتی ہے اور اس شہر کا وہ راہی شیخ ہے۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مَیں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔"

شہر میں جو بھی داخل ہوا دروازہ میں سے گزر کر داخل ہوا۔ دیوار پھاند کر کبھی کسی شہر میں کوئی داخل نہیں ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (کی تعلیمات) علم کا شہر اور علیؓ (کی تعلیمات) اس شہر کا دروازہ ہے۔ ہر شیخ سلسلہ بہ سلسلہ علیؓ (کی تعلیمات) سے فیضیاب ہے۔ اور یہ عین اسی طرح ہے۔ جیسے کہ جھیل کا پانی دریا میں، دریا کا

marfat.com

پانی نہر میں، نہر کا راجباہ میں، راجباہ کا کھال میں، کھال کا کیارے میں، کیارے کا پودے کی جڑ میں، پودے کی جڑ سے تنے میں، تنے سے ٹہنی میں اور ٹہنی سے ہر برگ و بر کے رگ و ریشے میں پہنچتا ہے۔ اور وہ تعلیمات یہ ہیں:۔

ان پر کاربند ہونا شیخ کی اتباع اور شیخ کی اتباع علی رضؓ کی اتباع علی رضؓ کی اتباع جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اللہ تبارک و تعالیٰ کی مقبول اطاعت ہے ہر کوئی ہر وقت ہر حال میں خاص ہو یا عام غرضیکہ کیسا ہی متقی و زاہد کیوں نہ ہو گنہگار و خطاکار اور اللہ کی رحمت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا امیدوار ہے۔ ان سب کو حاصل کرنے کا صرف ایک ہی راستہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کے حضور میں حاضر ہو کر سچے دل سے پکی توبہ کرے اور یوں کہے کہ میں اپنے ہر گناہ کا جو مجھ سے ہوا اور میرے نامہ اعمال میں درج ہے۔ اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے ہی کیا کسی دوسرے پر کوئی الزام نہیں۔ میں اپنے ہر گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ اقرار کرتا ہوں اپنے کیئے پہ نادم ہوتا ہوں پشیمان ہوتا ہوں کہ جو کچھ بھی میں نے کیا غلط کیا بُرا کیا، تیرے احکام کی نافرمانی کی۔ تو میرا

marfat.com

رَبّ وحدہٗ لاشریک ارحم الراحمین اکرم الاکرمین غفور، حلیم، جوّاد، کریم، رؤف، رحیم، ہے۔ اپنے لطف و کرم سے میرے تمام گناہوں کو جو بھی اس وقت تک مجھ سے سرزد ہوئے ہیں بخش دے۔ یاحی یاقیوم، آمین

میرے گناہ اگرچہ کیسے ہوں اور کتنے ہوں تیری رحمت کے آگے کچھ بھی نہیں تو میرے گناہوں کو بخشنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔ تیری رحمت میرے گناہوں پر حاوی ہے۔ تیرا کرم مکمل اور تو کریم بے مثال ہے۔ پس تو مجھ کو اپنے لطف و کرم سے بخش دے۔ اسی میں میری بھلائی اور یہی تیری شان ہے یاحی یاقیوم آمین

جب آپ نے یوں کہا۔ یقین جانیں اللہ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی اور آپ کے سارے ہی گناہوں کو چھوٹے ہوں یا بڑے مخفی ہوں یا ظاہر عمداً ہوں یا سہواً بخش دئے۔ اللہ کی رحمت وسیع اور بے حد و حساب ہے کسی کے بھی احاطۂ علم میں نہیں آسکتی ماں اپنے بچے پہ کتنی مہربان ہوتی ہے۔ اللہ اللہ ماں اپنے بچے کو کسی برے حال میں دیکھنا کبھی گوارا نہیں کرتی اور اللہ ماں سے سو گنا زیادہ مہربان ہے۔ یہ آپ کی منزل کی

اوّلین

سہل ترین

اور بہترین

تدبیر ہے،

جب تک آپ اس طرح گناہوں سے پاک نہیں ہوتے۔ کسی منزل پہ گامزن نہیں ہو سکتے۔ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا حی یا قیوم بندہ گناہ گار وخطا کار عاجز ومسکین اپنے ہر گناہ پہ جو بھی آج تک سرزد ہوا نادم وپشیمان ہے۔

بندہ گنہگار وخطا کار تیری عزت وعظمت والی بارگاہ رَبّ ذوالجلال والاکرام میں سچے دل سے پکّی توبہ کرتا ہے کہ آئندہ بقائی کا کوئی کام قولی ہو یا فعلی، صغیرہ ہو یا کبیرہ، عمداً ہو یا سہواً ظاہری ہو یا باطنی کبھی نہ کروں گا اور تیرے سوا کوئی میرے کسی گناہ کو بخشنے کی کوئی قدرت نہیں رکھتا تو میرا رَبّ وحدہٗ لاشریک ارحم الراحمین الاکرم الاکرمین۔ غفور۔ حلیم جوّاد۔ کریم۔ رؤف۔ رحیم ہے اپنی رحیمی کریمی کے صدقے مجھ سے درگزر فرما اور مجھ کو بخش دے ورنہ کیونکہ میں تیری راہ میں چل سکتا ہوں یا حی یا قیوم آمین۔ بندہ ہر حال میں تیری بخشش تیری رحمت اور تیری توفیق کا امیدوار

ہے یاحی یاقیوم آمین

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ جب اقرار کرتا ہے اپنے گناہ کا اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

(عائشہ رضؓ ۔ بخاریؒ و مسلمؒ ۔ مشکوٰۃ شریفؒ جلد اوّل صفحہ ۳۹۲ شمار ۲۲۰۷)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ سبحانہٗ تم کو ختم کردے اور تمہاری جگہ ایک ایسی قوم کو لائے جو گناہ کرے اور اللہ سبحانہٗ سے مغفرت چاہے اور پھر اللہ سبحانہٗ اس کے گناہ بخش دے (اس سے مقصود گناہ کی ترغیب نہیں ہے بلکہ اپنی شان مغفرت کا اظہار مقصود ہے)

(ابوہریرہ رضؓ ۔ مسلمؒ ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۱ - ۳۹۲ شمار ۲۲۰۵)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہٗ دراز کرتا ہے ہاتھ اپنا رات کو تاکہ توبہ کرے گناہ کرنے والا دن کا اور پھیلاتا ہے ہاتھ اپنا دن کو، تاکہ توبہ کرے گناہ کرنے والا رات کا

(اور وہ اس توبہ کو قبول کرے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک کہ نکلے آفتاب مغرب کی جانب سے یعنی قیامت تک۔

(ابوموسیٰ رضؓ۔ مسلم رحؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۹۲ ۳ شمار ۲۲۰۶)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک بندے نے ایک گناہ کیا اور پھر کہا اے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے۔ تو اس کو معاف کر دے، پس کہا اللہ نے فرشتوں سے کیا جانتا ہے میرا بندہ کہ اس کا ایک رب ہے جو بخشتا ہے گناہوں کو اور پکڑتا ہے گناہوں پر، بخش دیا میں نے اسے پھر باز رہتا ہے بندہ گناہ سے جب تک اللہ چاہے اور اس کے بعد پھر گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے ربّ میں نے ایک اور گناہ کیا ہے تو اس کو بخش دے پس اللہ سبحانہٗ نے فرشتوں سے کہا میرے بندے کو یہ معلوم ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو معاف کرتا ہے گناہوں کو اور پکڑتا ہے گناہوں پر پس بخشا میں نے اُسے اب وہ جو چاہے کرے۔

(ابوہریرہؓ۔ بخاریؒ و مسلمؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۹۲ ۳ شمار ۲۲۱۰)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی بندہ اللہ سے توبہ کرتا ہے تو وہ اپنے بندے کی توبہ سے بہت خوش

ہوتا ہے۔ اس قدر خوش کہ اتنا خوش تم میں سے وہ شخص بھی نہ ہوگا جو اپنی سواری پر ایک چٹیل میدان میں جا رہا ہو۔ پھر وہ سواری گم ہو گئی ہو۔ اور اس پر اس کا کھانا اور پانی بھی ہو اور وہ (کافی تلاش و تجسّس کے بعد) نا اُمید ہو کر ایک درخت کے پاس آیا ہو۔ اور اس کے سایہ میں لیٹ گیا ہو پس وہ اسی مایوسی کی حالت میں خاموش و غم زدہ پڑا ہو۔ کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آ کھڑی ہو۔ اس نے اس کی رسّی کو پکڑ لیا ہو۔ اور خوشی کی زیادتی کے سبب اس کے مُنہ سے یہ غلط الفاظ نکل گئے ہوں۔ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں (انسؓ/مسلمؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول ــ صفحہ ۵۵۳ شمار ۲۲۲۴)

حضرت جندبؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ قسم ہے اللہ کی فلاں شخص کو اللہ نہیں بخشے گا اور اللہ سبحانہٗ نے فرمایا کون ہے جو مجھ پر قسم کھا کر کہتا ہے کہ مَیں فلاں آدمی کو نہیں بخشوں گا۔ پس میں نے بخش دیا فلاں شخص کو اور ضائع کیا تیرے عمل کو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۲ شمار ۲۲۱۱)

marfat.com

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے آدم کے بیٹے جب تک تو مجھ سے دعا کرتا اور اُمید رکھتا رہے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا۔ خواہ کس قدر گناہ تجھ سے ہوں۔ میں پرواہ نہیں کرتا اے آدم کے بیٹے اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے بخشش چاہے تو بھی میں بخش دوں گا۔ میں پرواہ نہیں کرتا اے آدم کے بیٹے۔ اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ (بخشوانے) لائے گا اور مجھ سے اس حال میں ملے گا کہ تو نے (دنیا میں) کسی کو میرا شریک نہ کیا ہوگا تو بھی میں تجھے اس کے برابر مغفرت (بخشش) دوں گا۔ (یہ حدیث حسن غریب ہے) اس کو ہم صرف اسی طریقہ سے جانتے ہیں۔

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۳۳۲۔ شمارہ ۱۳۸۰)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے اس بات کو جان لیا کہ میں گناہوں کو بخشنے کی پوری قدرت رکھتا ہوں تو میں اس کو بخش دوں گا جب تک وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

marfat.com

(ابنِ عباسؓ۔ شرح السنہ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۳ شمارہ ۲۲۱)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم قرار دے لے تو اللہ سبحانہٗ ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ اس کے لئے نکال دیتا ہے اور ہر غم و رنج سے اس کو نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق بہم پہنچاتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا

(ابنِ عباسؓ ۔ احمدؒ ۔ ابوداؤدؒ ۔ ابن ماجہؒ ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۳، شمارہ ۲۲۱۵)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ بنا دیا جاتا ہے جب وہ نکال لیتا ہے (یعنی اپنے دل سے گناہ کو نکال پھینکتا ہے یا پاک کر لیتا ہے) اور معافی چاہتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے تو اس کے دل کی صفائی کر دی جاتی ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس نکتہ کو بڑھا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ رفتہ رفتہ اس کے تمام دل پر چھا جاتا ہے اور یہی ران (زنگ) ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے

(ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ جو (اعمال بد) کرتے ہیں وہ ان کے دلوں پہ زنگ بن کر چھا جاتے ہیں (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(ابوہریرہؓ ۔ ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۷۳ -

شمار ۱۱۸۷)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے مغفرت مانگی اس نے اصرار نہیں کیا۔ اگرچہ اس گناہ کو اس نے دن میں ستر بار کیا (یہ حدیث غریب ہے) اس کی اسناد قوی نہیں (صدیق اکبرؓ)

(صدیق اکبرؓ۔ ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۳۳۶ شمار ۱۴۰۸

فرمایا جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام آدمی گنہگار ہیں اور اچھے گنہگار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔

(انسؓ۔ دارمیؒ۔ دارمی شریف۔ صفحہ ۴۱۰۔ شمار ۲۶۹۴)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اُس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر تم سدا بنے رہو اسی حال پر جس طرح میرے پاس رہتے ہو اور یادِ الٰہی میں رہو، تو البتہ تم سے فرشتے مصافحہ کریں تمہارے فرشوں اور تمہاری راہوں میں ولیکن اے حنظلہؓ ایک ساعت دنیا کا کاروبار اور دوسری یادِ پروردگار۔

(حنظلہؓ۔ مسلمؒ۔ مشارق الانوار۔ صفحہ ۴۲۴۔ شمار ۱۹۴۱)

فرمایا جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان نے اپنے

marfat.com

پروردگار سے عرض کیا، قسم ہے تیری عزت کی اے پروردگار میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا۔ جب تک ان کی روحیں ان کے جسم میں ہیں۔ پروردگار بزرگ و برتر نے فرمایا اور قسم ہے مجھ کو اپنی عزت اور اپنے جلال کی اور اپنے بلند مرتبہ کی جب تک میرے بندے مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے۔ میں ہمیشہ ان کو بخشتا رہوں گا۔

(ابو سعیدؓ۔ احمدؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۴۔ شمار ۲۲۲۰)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہٗ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک وہ (موت کے وقت) غرغرہ نہ کرے۔ (یہ حدیث حسن غریب ہے)

(ابن عمرؓ۔ ترمذیؒ۔ ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۳۱۔ شمار ۱۳۸۵)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ نے مغرب کی جانب توبہ کا ایک دروازہ بنایا ہے جس کا عرض ستّر برس کی مسافت ہے اور یہ دروازہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک آفتاب مغرب سے نہ نکلے (یعنی قیامت نہ آئے) اور یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے یوم یاتی بعض ایات ربک لا ینفع نفساً ایمانھم لم تکن امنت من قبل یعنی اس روز کہ ظاہر ہوں گی بعض نشانیاں تیرے پروردگار کی۔ نہیں نفع دے گا کسی جان کو ایمان

لانا اس کا۔ جب تک کہ وہ اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ (صفوان بن عسال رضؓ۔ ترمذیؒ۔ ابن ماجہؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۴۔ شمار ۲۲۲۱)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سبحانہٗ جنت میں اپنے نیک بندہ کا درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے اے اللہ مجھ کو یہ درجہ کیونکر ملا۔ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے تیرے بیٹے کے استغفار کی بدولت۔

(ابوہریرہؓ۔ احمدؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۵ شمار ۲۲۳۰۔)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبر میں مردہ کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسی کہ ڈوبنے والے شخص کی ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت اپنے متعلقین (ماں باپ بھائی یا دوست) کی طرف سے دعا کا منتظر رہتا ہے اور جس وقت اس کو دعا پہنچتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور اللہ سبحانہٗ قبر والوں کو دنیا والوں کی دعا کا اتنا بڑا ثواب پہنچاتا ہے جیسا پہاڑ اور زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے بہترین ہدیہ استغفار ہے۔

(عبداللہ ابن عباس رضؓ۔ بیہقیؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۶۔ شمار ۲۲۳۲)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس کے نامہ اعمال میں کثرت سے استغفار پایا جائے۔

(عبداللہ بن بسر رضؓ۔ ابن ماجہؒ۔ نسائیؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول

marfat.com

صفحہ ۳۹۶ ۔ شمار ۲۲۳۴)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سبحانہٗ اس مومن بندہ کو بہت دوست رکھتا ہے جو بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو۔ اور بہت توبہ کرتا ہو۔

(حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۔ احمدؒ ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۶ ۔ شمار ۲۲۳۵)

حضرت ثوبان کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں اس آیت کے مقابلے میں اپنے لئے دنیا کو پسند نہیں کرتا یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا الخ ایک شخص نے پوچھا جس نے شرک کیا (کیا وہ بھی اس آیت کے موافق بخشا جائے گا) ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب نہیں دیا ۔ اور پھر کچھ توقف کے بعد کہا خبردار ہو وہ شخص جس نے شرک کیا (بھی بخشا جائے گا ۔) تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی الفاظ فرمائے ۔

(ثوبانؓ ۔ احمدؒ ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۶ ۔ شمار ۲۲۳۶)

فرمایا جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اللہ

marfat.com

سبحانہٗ سے اس حال میں ملے کہ اس کے برابر کسی کو نہ مانتا ہو (یعنی شرک نہ کرتا ہو) تو اگر اس کے اوپر پہاڑ کے برابر بھی گناہ ہوں گے۔ اللہ سبحانہ اس کو بخش دے گا۔

(ابوہریرہؓ۔ بیہقیؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۷ شمار ۲۲۳۸)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اللہ بخشتا ہے اپنے بندے کو جب تک بندہ کے اور رحمتِ حق کے درمیان پردہ حائل نہ ہو حضرات صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ آدمی شرک کی حالت میں مرے۔

(ابوذرؓ۔ احمدؒ۔ بیہقیؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول۔ صفحہ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ شمار ۲۲۳۷۔)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا (پاک وصاف) ہو جاتا ہے۔ جیسے اُس نے کبھی گناہ ہی نہیں کیا۔

(عبداللہ بن مسعودؓ۔ ابنِ ماجہ۔ بیہقیؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۷۔ شمار ۲۲۳۹)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنو اسرائیل

marfat.com

میں ایک شخص تھا جس نے ننانویں آدمی قتل کئے تھے - پھر وہ بنو اسرائیل میں سے یہ پوچھتا ہوا نکلا کہ اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ وہ ایک عابد کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ کیا اس شخص کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ عابد نے کہا نہیں - اس نے عابد کو (بھی) مار ڈالا اور پھر اسی طرح لوگوں سے پوچھتا پھرا - ایک شخص نے اس سے کہا تو فلاں آبادی میں جا اور نام و پتہ بتایا (چنانچہ وہ ادھر چل دیا) راستہ میں اس کو معلوم ہوا کہ موت قریب ہے (وہ آدھا راستہ طے کر چکا تھا موت کو قریب پا کر) اس نے اپنا سینہ آبادی کی طرف بڑھا دیا (یعنی جب موت نے اس کو آلیا تو وہ لیٹ گیا اور سرک کر اپنے سینہ کو اس آبادی کی طرف بڑھا لیا - گویا اس نے آدھے راستہ سے زیادہ طے کر لیا - موت کے فرشتے، جن میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں تھے - اس کی رُوح قبض کرنے آئے اور دونوں میں جھگڑا ہوا کہ کون اس کی رُوح قبض کرے - (یعنی رحمت کے فرشتے قبض کریں یا عذاب کے فرشتے) اللہ سبحانہٗ نے اس بستی کو، جدھر وہ توبہ کے ارادے سے

marfat.com

جا رہا تھا حکم دیا کہ وہ میّت کو اپنے سے قریب کرلے یا میّت کے قریب ہو جائے۔ اور جس آبادی سے وہ چلا تھا اسکو حکم دیا کہ تو میّت سے دُور ہو جا۔ پھر اللہ سبحانہٗ نے جھگڑا کرنے والے فرشتوں سے کہا کہ تم دونوں کا فاصلہ ناپو۔ (چنانچہ وہ فاصلہ ناپا گیا) ناپنے سے معلوم ہوُا کہ جدھر جا رہا تھا ادھر کا فاصلہ ایک بالشت کم ہے۔ پس اللہ سبحانہٗ نے اس کو بخش دیا۔

(ابوسعید خدریؓ۔ بخاریؒ و مسلمؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اوّل۔ صفحہ ۳۹۱، شمار ۲۲۰۴)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن گناہوں کو تم حقیر اور ناچیز خیال کرتے ہو ان سے بھی پرہیز کرو۔

(عائشہؓ۔ ابن ماجہؒ۔ بخاری و مسلم۔ ابن ماجہ شریف۔ صفحہ ۵۱۸)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اگر تم لوگوں میں سے کوئی شخص اس قدر گناہ کرے کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر وہ شخص توبہ کرے تو اللہ سبحانہٗ اس کو معاف کر دے گا۔ (ابوہریرہؓ/ابن ماجہؒ/ ابن ماجہ شریف صفحہ ۵۱۸)

marfat.com

حضرت ابن معقلؒ کا بیان ہے کہ ایک روز میں اپنے والدؓ کے ہمراہ حضرت عبداللہؓ کی خدمت میں گیا تو آپ فرما رہے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (گناہ سے) پشیمانی ہی گناہ کی توبہ ہے۔ میرے والد نے حضرت عبداللہ سے کہا کیا آپ نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سنا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے کانوں سے سنا تھا۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۵۱۹)

پکّی توبہ ولایت کی موجب ہے۔ جب بھی کسی نے پکّی توبہ کی مقبول ہوئی۔ اور جس نے بھی جو مقام پایا توبہ کر کے اور توبہ ہی کی بدولت پایا۔ اللہ آپ کو سچّی اور پکّی توبہ کی توفیق بخشے۔ اسی میں آپ کی بھلائی اور کامیابی ہے۔

یا حیّ یا قیّوم۔ اٰمین

آپ اپنے تن دمن کو اس طرح منظوم کریں۔

marfat.com

یہ تعلیمات اللہ اور اس کے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیمات ہیں اور ہر سالک کو یکساں لاگو ہیں۔ کسی کو بھی ان سے اختلاف نہیں۔ نہ ہی ان کے بغیر کوئی اور چارہ ہے۔ اسے آپ جو بھی ترتیب دیں درست ہے۔ مثلاً بندہ اپنے تن و من کو منظوم کرنے کی ابتدا اپنی اپنی زبان سے شروع کرتا ہے۔ میری زبان دراز ہے آزاد ہے۔ میرے بس میں نہیں جو جی میں آتا ہے بلا سوچے سمجھے بولے چلی جاتی ہے جیسے کہ کسی کا کوئی حکم ہی نہیں ہوتا اور کسی نے کسی کی بولی ہوئی باتوں کو پوچھنا ہی نہیں ہوتا۔ اور تمام آفات و فتنات اس زبان ہی کے باعث ہیں۔ ورنہ اگر یہ خاموش رہے اور بلا ضرورت اور زائد از ضرورت کچھ بھی نہ بولے کسی آفت و فتنہ میں کبھی بتلا نہ ہو۔ میں سارا دن فضول گوئی میں گذار دیتا ہوں۔ رات کو تھک کر جب سونے لگتا ہوں پشیمانی کے سوا اور کوئی شے اپنے پاس نہیں پاتا۔ میری ساری عمر فضول گوئی میں کٹی۔ شب و روز بولتا رہا۔ کسی ایک بھی دِن خاموش نہ ہُوا۔ کیا ہی خوب ہوتا جو خاموش رہتا۔ کوئی بھی کلام نہ کرتا۔ میری خاموشی، میرے دینی اور دُنیاوی امور پہ اثر انداز نہ ہوتی۔ سارا دِن فضول باتیں کرتے کٹ جاتا ہے۔ سچے جھُوٹے

marfat.com

غیر ضروری، غیر مستند قصے کہانیاں کرتے رہتے ہیں۔ معمولی سی بات کو اتنا طول دے دیتے ہیں کہ ختم ہونے نہیں دیتے۔ زبان میرے اس تن کا کتنا قیمتی آلہ ہے اور کیسے فضول استعمال کیا جا رہا ہے۔ اللہ نے یہ زبان اپنی حمد و ثنا اور اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت و سیرت بیان کرنے کے لئے مجھے دی تھی اور میں نے اسے اس کی مرضی کے خلاف کاموں میں استعمال کیا۔ کیا ہی خوب ہوتا جو یہ گنگ ہوتی فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

خاموشی نجات ہے

- جو چپ رہا سلامت رہا

فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مرد کا خاموش رہنا اور خاموشی پہ ثابت قدم رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، صفحہ ۳۸۲، شمارہ ۴۰۴۹)

واضح ہو کہ خاموشی سراسر حکمت اور پُر از حکمت ہے۔

خبردار آپ کی زبان سے اللہ اور اللہ کے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف کبھی کچھ نہ نکلے۔ اور کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے جو کہ انہیں ناپسند ہو۔ آپ کے کلمات دِل آویز ہوں نہ کہ دِل آزار۔

آپ کی زبان سے نکلے ہوئے بول **سدید** ہوں **کریم** ہوں اور کبھی کوئی نامعقول و نامقبوُل کلمہ آپ کی زبان سے نہ نکلے۔

یاحیّ یا قیّوم - اٰمین

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ (یعنی خاموشی نجات کا ذریعہ ہے)

(مشکوٰۃ شریف مترجم، جلد دوم، صفحہ ۴۷۸،
شمار ۴۶۲۳،
احمدؒ۔ ترمذیؒ۔ دارمیؒ۔ بیہقیؒ)

حضرت عمرانؓ بن حصین کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے مرد کا خاموش رہنا (اور خاموشی پر ثابت قدم رہنا) ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (بیہقیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد دوم، صفحہ ۴۸۳، شمار ۴۰۴۹)

marfat.com

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے ابوذر رضؓ میں تجھ کو دو ایسی باتیں تبلاؤں جو نہایت سبک اور ھلکی ہیں لیکن اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہیں۔ ابوذر رضؓ نے عرض کیا ہاں ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ طویل خاموشی اور خوش خلقی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ان دو خصلتوں سے بڑھ کر مخلوق کے لئے کوئی عقل نہیں ہے۔ (بیہقی رحؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم، جلد دوم، صفحہ ۴۸۴۔ شمار ۴۶۵۱)

حضرت ابی سعید رضؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں آدم کا بٹیا (انسان) جب صبح کرتا ہے (یعنی سو کر صبح کو اٹھتا ہے) تو جسم کے سارے اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے معاملہ میں اللہ سے ڈر۔ اس لئے کہ ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں۔ تو اگر ٹھیک رہے گی ہم بھی ٹھیک رہیں گے۔ اور تو

اگر کجروی اختیار کرے گی تو ہم بھی کجرو ہوں گے۔ (ترمذیؒ)
(مشکوٰۃ شریف جلد دوم، صفحہ ۴۷۹، شمارہ ۴۶۲۵)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جن چیزوں کو آپ میرے لئے خوفناک خیال فرماتے ہیں ان میں سب سے زیادہ خوفناک کون سی چیز ہے۔ یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا اس کو میں سب سے زیادہ خوفناک سمجھتا ہوں)۔

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد دوم، صفحہ ۴۷۹، شمارہ ۴۶۲۸)

حضرت ابی ذرؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے بعد ابوذرؓ نے طویل حدیث بیان کی جو یہاں مذکور نہیں ہے۔ اور پھر کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مجھ کو نصیحت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تجھ کو خدا سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ خدا سے ڈرتے رہنا تیرے سارے کاموں (دینی و دنیوی) کی زینت و آراستگی کا باعث ہوگا۔ میں نے عرض کیا کچھ اور

marfat.com

فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قرآن مجید کی تلاوت
اور ذکر الٰہی کو ضروری قرار دے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا
ذکر آسمان میں (فرشتوں کے درمیان) تیرے ذکر کا موجب
ہو گا (یعنی آسمان کے فرشتے اور اللہ تعالےٰ تیرا ذکر کریں گے)
اور زمین میں معرفت کا سبب ہو گا۔ میں نے عرض کیا کچھ اور فرمائیے
آپ نے فرمایا خاموشی (طویل خاموشی) کو اختیار کر۔
اس لئے کہ خاموشی شیطان کو بھگاتی اور امورِ دین میں
تیری مدگار ہوتی ہے (کہ تُو تنہائی میں خاموشی کے
ساتھ غور و فکر کرتا ہے) میں نے عرض کیا اور کچھ فرمائیے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ ہنسنے سے اپنے
آپ کو بچا۔ اس لئے کہ زیادہ ہنسنا دِل کو مُردہ کر
دیتا ہے اور چہرہ کی شگفتگی کو زائل کر دیتا ہے۔ میں
نے عرض کیا کچھ اور فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم
نے فرمایا سچی بات کہہ اگرچہ وہ تلخ ہو۔ میں نے

maktabah.org

عرض کیا اور کچھ فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینی امور کے اظہار میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔ میں نے عرض کیا، کچھ اور فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسی کی عیب گیری کا خیال تیرے دل میں پیدا ہو تو اس کے اظہار سے تجھ کو تیرا یہ خیال روک دے کہ مجھ میں بھی کچھ عیب ہیں۔ (بیہقیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم، صفحہ ۴۸۴، شمار ۴۶۵۰)

• جھوٹ

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس وقت بندہ جھوٹ بولتا ہے تو (حفاظت کرنے والے) فرشتے اس کی جھوٹ کی بُو سے میل بھر (کوس بھر) دُور چلے جاتے ہیں۔ (ترمذی)

(مشکوٰۃ شریف مترجم۔ صفحہ ۴۷۹۔ شمار ۴۶۲۹)

حضرت عمّارؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے دُنیا میں جو شخص دو زبان ہو (یعنی کسی سے کچھ کہتا ہو

marfat.com

اور کبھی سے کچھ) قیامت کے دن (اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

(دارمیؒ)

{مشکوٰۃ شریف مترجم
صفحہ ۴۸۰، شمار ۴۶۳۱}

• فحش گوئی

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مومن (کامل) نہ تو طعن کرنے والا ہوتا ہے۔ نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا نہ زبان دراز۔

(ترمذیؒ۔ بیہقیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد دوم، صفحہ ۴۸۰، شمار ۴۶۳۲)

• چغلی

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا ہے چغل خور جنّت میں نہ جائیں گے۔

(بخاریؒ و مسلمؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۴۷۵، شمار ۴۶۱۰)

غیبت

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ دو روزہ دار شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا۔ جاؤ دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھو۔ اور اپنا روزہ پورا کر کے دُوسرے دن قضا روزہ رکھو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کیوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس لیے کہ تم نے فلاں شخص کی غلیبت کی ہے۔ (یعنی غیبت کا گناہ نماز اور روزے کے ثواب کو ضائع کر دیتا ہے) (بہیقیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم، جلد دوم، صفحہ ۴۸۵، شمار ۴۶۵۶)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ اللہ سبحانہٗ مجھ کو اُوپر لے گیا (یعنی معراج میں) تو مَیں نے وہاں ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو کھروچتے تھے۔ میں نے پوچھا جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (یعنی غیبت کرتے ہیں) اور

marfat.com

ان کی آبرو کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ (ابوداودؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۵۲۴، شمار ۴۸۲۳)

حضرت ابی درداءؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ زیادہ لعنت کرنے والے لوگ قیامت کے دن نہ تو شفاعت دینے والے ہوں گے اور نہ شفاعت کرنے والے (مسلمؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم، جلد دوم، صفحہ ۴۷۴، شمار ۴۶۰۷)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ سبحانہٗ تعریف کرنے والے پر غصہ ہوتا ہے اور اس کی تعریف سے عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔ (بیہقیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم، جلد دوم، صفحہ ۴۸۲، شمار ۴۶۴۴)

حضرت ابی ذرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی شخص کسی شخص پر نہ تو فسق کی تہمت لگائے

marfat.com

اور نہ کفر کی۔ اس لئے کہ اگر وہ شخص ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے۔ (بخاری)

{ مشکوٰۃ شریف، جلد دوم
صفحہ ۴۷۴، شمار ۴۶۰۳ }

آپ کی زبان ہر وقت آپ کے قابو میں رہے۔
کبھی آزاد نہ ہو۔
کبھی دراز نہ ہو۔
ہمیشہ خاموش رہے۔
جب ضرورت ہو بولے۔
اور جتنی ضرورت ہو اتنا بولے۔
جب بولے سچ بولے۔ اور
حق بولے
کبھی جھوٹ نہ بولے۔
کبھی غیبت نہ کرے
کبھی چغلی نہ کرے
کبھی کسی پہ تہمت نہ باندھے
کبھی کسی پہ لعن طعن نہ کرے

کبھی کسی کا کوئی عیب بیان نہ کرے اور بہتان نہ لگائے

کبھی کسی کا پردہ فاش نہ کرے

کبھی کسی کو گالی نہ نکالے

کبھی کسی کو بُرا نہ کہے نہ ہی

کسی کے لئے بددعا کرے

کوئی ناپسند بات سُن کر چُپ ہو جائے ہرگز کچھ نہ بولے

آپ کی تقریر سے کسی کا دل نہ دُکھے اور کوئی دل نہ دُکھے۔

اللہ کرے آپ کی زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

ہر وقت کوئی نہ کوئی ذکر جاری رہے۔

کبھی قرآن کریم کی تلاوت

کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ دعائیں

کبھی تسبیحات

کبھی صلوات شریف

غرضیکہ کسی بھی حال میں آپ کی زبان ذکر سے خالی نہ رہے۔

اس سے بولے ہوئے کلمات

○ "سدید" ہوں

marfat.com

- "کریم" ہوں
- "دِل آویز" ہوں
- "دِل نواز" ہوں

پھر آپ کی یہ زبان اللہ کی زبان ہے
اور اس سے بولے ہوئے بول تقدیر ہیں

- پُورے ہو کر رہیں گے
- کبھی ٹل نہیں سکتے
- کبھی مڑ نہیں سکتے

اور

- کوئی موڑ نہیں سکتا

marfat.com

اور اس سے نکلے ہوئے کلمات تیر ہیں چل کر رہیں گے
کبھی خالی نہیں جا سکتے

ماشاء اللہ
یَاحَیُّ یَاقَیُّومُ!

آپ کی زبان کی خاموشی کی مثال انجن کی بند بھاپ کی سی ہے
جب تک بھاپ بند نہیں ہوتی انجن نہیں چل سکتا۔
جونہی بھاپ بند ہوئی انجن چلنے لگا۔
خاموشی آپ کے تن و من کے انجن کی بھاپ کا ڈھکنا اور زبان اس کا پیچ ہے۔ جب تک زبان کا پیچ کسا نہیں جاتا بھاپ بند نہیں ہو سکتی۔ جب تک بھاپ بند نہیں ہو سکتی انجن نہیں چل سکتا۔ آپ کی کامیابی کا راز آپ کی زبان کی راست بازی پہ موقوف ہے اور ناکامی کا اس کی درازی پہ

آپ کی زبان ہمیشہ

marfat.com

"راست باز ہو نہ کہ دراز"

★ دِل نواز ہو نہ کہ دِل آزار

★ خاموش ہو نہ کہ فضول بیان

یا حیّ یا قیّوم

○

تقریر

اگرچہ کیسی ہی فصیح و بلیغ ہو خاموشی سے کبھی افضل نہیں ہو سکتی

ذوالجلال والاکرام

یعنی

جلال باکمال والاکرام

marfat.com

صفت عظیمۃ الکبریٰ یہ ہے

اللہ عزّوجلّ والاکرام ہی کو لائق وسزاوار ہے

اللہ سبحانہٗ نے

اپنی کائنات کا نظام

جلال واکرام سے

مربوط ومنظوم کیا ہے

اوران چیزوں سے جلال پیدا ہوتا ہے

۱- عمل بالاستقامت - جس میں قرآن کریم کا پہلا نمبر ہے

۲- حدود اللہ - یعنی امر ونہی کی محافظت۔

۳- صبراً جمیلاً - (ہر معاملہ میں)

۴- استغنا - (بے نیازی)

۵- ذکرِ دوام - (اس میں ہرشے شامل ہے - نماز وتلاوت

marfat.com

قرآن و تسبیحات الرحمان و دعوات و صلوٰۃ)

۶۔ **خیرات و صدقات**۔ (بہتر یہ ہے کہ چھپا کر کرے)

۷۔ **خاموشی**۔ (جب تک کوئی سالک خاموشی سے لیس نہیں ہوتا اس کا محفوظ و سلامت رہنا بڑا مشکل ہے۔

یا حیّ یا قیّوم

○

بروز سعید دوشنبہ ۷ ر شوال المکرم ۱۳۸۷ ہجری المقدس

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حی　　یا قیوم

دار الاحسان

اللھم صل علی سیدنا
محمد و الہ و عترتہ بعدد
کل معلوم لک استغفر اللہ
الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم
و اتوب الیہ

سلسلہ اشاعت
۱۶
دعوت و تبلیغ
الاسلام

آپ کے کان، ناک، آنکھ، دِل ہاتھ اور پاؤں

[illegible]

المقام الثباف الصحاف المجبول المصطفین امین ۰ دارالاحسان فیصل آباد

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ ط اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا ○ (پ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل ایت ۳۶)

ترجمہ: اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو، بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی اس سے پوچھ ہے۔

تن دمن کو منظوم کرنے کی مہم کا دوسرا اہم مورچہ آپ کے یہ دونوں کان ہیں۔ یہ کان اللہ سبحانہٗ نے اپنی صفت "سمع" سے اچھی، مفید اور کار آمد باتیں سُننے اور جاننے کے لئے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ ہر بات سننے کے لیے نہیں، اگر بری، ناپسند اور غیر ضروری باتوں کے لیے یہ نعمتِ الٰہی استعمال نہ کی جائے تو کیا خوب ہو۔

یہ کان، بیرونی خبروں کی ایجنسی کی مانند ہیں۔

ہر خبر ان کانوں ہی کے ذریعے دِل تک پہنچتی ہے۔

اچھی باتیں سُن کر دل خوش ہوتا ہے اور بُری باتیں سُن کر رنجیدہ۔

دِل کی پریشانی محویت میں مخل ہوتی ہے۔

شیطان آپ کا دُشمن ہے۔

طرح طرح کی باتیں لوگوں سے سنا سنا کر آپ کے دِل کی جمعیت بکھیر رہا ہے۔

ہر بُری بات کرنے والے کو روک دیں، یہ کہیں میں اسے سننا نہیں چاہتا۔

کوئی بُری بات مت سُنیں، کوئی بُری چیز کبھی نہ سُنیں اگرچہ سچی ہو۔ آپ کا دل

سو سال میں بھی کسی کے متعلق کسی سے کوئی بُری خبر نہ سُنے اور آپکے کان ہر بُری بات کے لئے بند رہیں۔ بُری بات سنانے والا آپ کا دوست نہیں، اصل دشمن ہے، اور اسے آپ سے کوئی ہمدردی نہیں۔ اگر آپ کسی کے متعلق کسی سے کوئی بری بات نہ سنیں۔ تو آپ کے دِل میں کسی کے بھی خلاف کبھی کچھ نہ ہو۔ اور آپ کا دِل ہمیشہ پاک و صاف رہے۔ اور پاک و صاف دِل ہی میں اللہ رہتا ہے۔ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔

جب آپ نے اپنے کانوں کو اللہ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف باتیں سُننے سے بند کر لیا۔ تو سمجھیں کہ آپ کے یہ کان اللہ کے کان ہیں اگر اللہ نے چاہا تو آپ اِن کانوں سے صوتِ سرمدی سنیں گے، انشاءاللہ،

آپ جانتے ہیں صوتِ سرمدی کیا ہے؟ ہر آواز میں اللہ کی آواز ہے ماشاءاللہ،

آپ کی یہ آنکھیں

یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

(پارہ ۲۴ - سورہ مومن - رکوع ۶)

ترجمہ۔ جانتا ہے خیانت آنکھوں کی اور جو کچھ چھپاتے ہیں سینے۔

marfat.com

تن و من کو منظوم کرنے والی تیسری اہم شے آپ کی آنکھیں ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے نور "بصر" سے انسان کو دو آنکھیں بخشیں اور پھر انہیں اپنے نور سے روشن فرمایا۔ جب تک انسان جاگتا رہتا ہے۔ آنکھیں کھلی اور روشن رہتی ہیں۔ کائنات کی ہر شے کا مشاہدہ کرتی ہیں۔ اور ان سے ہر وقت مستفیض ہوتی ہیں۔ یہ آنکھیں اللہ نے ہمیں اپنی قدرت کے مشاہدہ کے لئے عنایت فرمائی ہیں۔ اور ہماری زندگی کی ضروریات ان سے وابستہ ہیں۔ لکھنا، پڑھنا، ہر قسم کا کاروبار کرنا ان آنکھوں ہی کی بدولت ہے۔ ہمیں ان آنکھوں کی اتنی قدر نہیں جتنی کہ نابینے کو ہوتی ہے۔ ایک آدمی کے پاس کروڑوں روپوں کی جائداد ہو۔ لیکن آنکھیں نہ ہوں۔ اور اگر اسے آنکھیں مل سکتی ہوں تو وہ ساری جائداد دے کر بھی انہیں لینے کو تیار ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی بادشاہ کے پاس بھی آنکھیں نہ ہوں اور اسے پتہ چلے کہ ساری سلطنت کے عوض اسے آنکھیں ملتی ہیں تو وہ کبھی گریز نہ کرے ساری سلطنت دے دے پر آنکھیں لے لے۔

چونکہ ہمیں یہ نعمت بغیر کسی قیمت کے ملی ہے۔ ہمیں اس کی اتنی قدر نہیں جتنی کہ اندھوں کو ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے استعمال کے احکام صادر فرمائے ہیں۔

اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں نے تجھ کو یہ آنکھیں دیکھنے کے لئے دی ہیں بعض ایسی چیزیں ہیں جنہیں کبھی بھی ان آنکھوں سے نہیں دیکھنا۔ آنکھوں کے اوپر

marfat.com

دو پلکیں ہیں جو آنکھوں کے دو دروازے ہیں۔ جب بھی کوئی ایسی چیز جسے کہ دیکھنے
سے منع کیا گیا ہے سامنے آئے فوراً دروازے بند کریں۔ یہ دونوں دروازے
دونوں آنکھوں کے اُوپر کھلنے اور بند ہونے کو تیار بہ تیار رہتے ہیں۔ انہیں بند
کرنے کے لئے ہاتھوں کی ضرورت نہیں، صرف ارادہ درکار ہے۔ جب بھی کوئی
ان دروازوں کے بند کرنے کا ارادہ کرے اسی وقت بند ہو جاتے ہیں۔ اور جب
کھولنا چاہے اسی طرح فوراً کھل جاتے ہیں ان سے تیز آپ کے تلبوت میں اور کوئی
شئے نہیں۔ اگر ان آنکھوں کو اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کیا جائے تو ان کی بینائی
ہمیشہ برقرار رہے، کبھی کم نہ ہو، نہ کسی اور قسم کا کوئی نقصان پڑے۔

اللہ نے تن کا ہر عضو پوری زندگی کے لئے بنایا ہوا ہے۔ اعضاء کا غلط
استعمال میعاد سے پہلے (ان کو) ناکارہ کر دیتا ہے۔ ورنہ اگر ہر عضو کو جسطرح
حکم دیا گیا ہے استعمال کیا جائے تو سو سال میں بھی کوئی عضو ناکارہ نہ ہو، ہماری
غلط کاریوں ہی کی بدولت ہمارے بدن کے اعضاء وقت سے پہلے ناکارہ ہو
جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ اپنے لطف وکرم سے ہمارے تمام اعضاء جو ہماری غلط
کاریوں کی بدولت ناکارہ ہو چکے ہیں پھر سے صحت مند و توانا کر دیں۔ آمین

اگر انسان اپنی آنکھوں کے معاملہ میں پوری احتیاط رکھے تو ان کی بینائی کبھی زائل
نہ ہو۔ جن چیزوں کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے عین حکمت سے منع کیا گیا ہے۔
اگر آپ اپنی آنکھوں کو اللہ کے حکم کے تابع کر دیں اور کبھی کسی ایسی چیز کو نہ دیکھیں

marfat.com

جس کا کر دیکھنا اللہ نے منع کیا ہے۔ پھر آپ کی یہ آنکھیں اللہ ہی کی آنکھیں ہوں۔ ان آنکھوں سے کبھی کسی نامحرم کو نہ دیکھا جائے۔ آپ کی آنکھیں سدا پاکیزہ رہیں۔ کبھی ناپاک نہ ہوں۔ سدا امین ہوں۔ کبھی خائن نہ ہوں۔ کسی دلکش، دلفریب اور دلچسپ چیز کی طرف مائل نہ ہوں۔ نہ ہی کبھی دیکھیں۔ اس طریقت میں ان کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ آپ کی آنکھیں نیچی رہیں اور قدموں پہ رہیں۔

مَاشَاءَ اللّٰہ، یَاحَیُّ یَاقَیُّوم، امین

اپنی ماں، خالہ، بہن، بھانجی، بیوی، بیٹی اور پھوپھی کے بغیر کسی عورت کو کبھی نہ دیکھیں اور یہ ان آنکھوں کی طہارت ہے۔ جب تک آپ کی آنکھیں اس طہارت سے مطہر نہیں ہوتیں۔ خلق کے ظاہری وجود میں خالق کا مشاہدہ نہیں کر سکتیں اور جیسے کئی بار دہرایا جا چکا ہے۔ خالق خلق میں ایسے پوشیدہ ہے، جیسے کہ گنے میں گڑ۔ اور ہر آنکھ اس مشاہدہ کی اہل نہیں ہوتی۔

دل کے شیشہ کو تو کبھی کسی نے دیکھا ہی نہیں۔ یہ دو شیشے بھی بڑے کام کی چیز ہیں، میرے نزدیک دل کے شیشے کی صفائی ان ہی دو شیشوں کی صفائی پر موقوف ہے۔ جب کوئی غیر تصویر دل کے دفتر میں نہیں آتی۔ دل بے چارہ کیا کرے گا۔ دل میں جو کچھ بھی پہنچا ہے ان آنکھوں ہی کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے اگر یہ آنکھیں کسی ایسی چیز کو جس کا دیکھنا اللہ نے منع فرمایا ہے۔ نہ دیکھیں، کوئی دل کبھی مکدر نہ ہو۔ ہماری آنکھوں کے شیشے گرد آلود ہیں اور اُن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

marfat.com

تصویر کیونکر ان میں کھینچ سکتی ہے۔ آنکھوں کی خیانت معمولی بات نہیں۔ بڑے سے بڑے آدمی اس میدان میں گھٹنے ٹیک گئے۔ ویسے تو ہم سب کچھ ہیں۔ اپنے اپنے دلوں سے پوچھیں کیا حیادار بھی ہیں۔ کیا آپ دوسرے کی بہن بیٹی کو ان ہی نظروں سے دیکھا کرتے ہیں جن سے کہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بہن اور بیٹی کو دیکھیں۔

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جن نظروں سے آپ اوروں کی بہو بیٹیوں کو دیکھیں گے انہی نظروں سے وہ بھی آپ کی بہو بیٹیوں کو دیکھیں گے۔ اگر آپ کو اپنی بہن اور لڑکی کی عزت وعصمت اور غیرت کا پاس ہے تو آپ لوگوں کی لڑکیوں کو اِن نظروں سے دیکھیں جن سے کہ آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کی لڑکیوں کو دیکھیں جب آپ نے اپنی آنکھیں اوروں سے اور غیروں سے بند کر لیں۔ اللہ حق ہے کبھی ناحق نہیں کرتا۔ ہر نظر آپ کی بہن اور بیٹی کے خلاف بند کر دے گا۔

دل کی ساری دُنیا آنکھوں ہی سے پروردہ ہے جو کچھ دل کو پہنچتا ہے کان اور آنکھ ہی کے ذریعے پہنچتا ہے۔ آنکھیں جو تصویر کھینچ کر دل تک پہنچاتی ہیں ان میں دل مصروف ہوتا ہے۔

اس دنیا میں کیسے کیسے لوگ آئے اللہ اللہ اللہ۔ ایک بزرگ ہوئے انہوں نے ساری عمر اپنی لڑکی کو نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ وہ جوان ہوئی اور وہ اپنی لڑکی کو نہیں پہچان سکتے تھے۔

جب آپ کی آنکھیں پاک ہوئیں۔ سمجھیں کہ دل بھی صاف ہوا۔ دل آنکھوں ہی

marfat.com

کی بدولت بکمند اور سیاہ ہے۔ اگر آنکھیں کسی نامحرم کو نہ دیکھیں تو دل کی دُنیا میں
کبھی کوئی برائی نہ ہو۔ اب آپ اپنا جائزہ لیں۔ کیا آپ کی آنکھیں پاک ہیں۔ اگر نہیں
تو کریں۔ جب بھی کسی نے اپنی آنکھوں کو نامحرم سے بند کیا۔ اللہ کی عبادت میں
حلاوت نصیب ہوئی۔ ماشاء اللہ۔ آپ کسی راہ میں سے گذر رہے ہیں آپ نے کسی
نامحرم کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں محض اس لئے کہ اللہ کا حکم ہے اور اگرچہ کوئی
تیسرا دیکھنے والا نہیں، اللہ تو موجود ہے۔ پس اللہ کا بھی حق ہے کہ وہ آپ کے
دل میں اپنی عبادت کی حلاوت ڈالے۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔

آنکھیں جب صاف ہو جاتی ہیں

پاک ہو جاتی ہیں۔

جب پاک ہو جاتی ہیں۔

مست ہو جاتی ہیں، اور

آنکھوں کی مستی زندگی کی اصل ہستی ہے پر کیف و پُر انوار۔

اکسیر بن جاتی ہیں۔

پُر تاثیر بن جاتی ہیں۔

مہر کی لہر بن جاتی ہیں۔

بے نظیر بن جاتی ہیں۔

شمشیر بن جاتی ہیں۔

marfat.com

اور ان کا وار کبھی خالی نہیں جاتا۔

جس پہ پڑ جاتی ہیں اپنا بنا لیتی ہیں۔

ہر من کو موہ لیتی ہیں۔

پل بھر میں موہ لیتی ہیں۔

تحت العرش سے تحت الثریٰ تک گذر رکھتی ہیں اور کوئی بھی شے

ان سے اوجھل نہیں رہتی۔

دلوں کو شاد رکھتی ہیں۔

آباد رکھتی ہیں

مخمور رکھتی ہیں

مسرور رکھتی ہیں۔

اور اے جانِ من جمالِ جاناں کی مظہر ہو جاتی ہیں۔

اللہ کرے یہ آنکھیں اللہ ہی کے جمال کو دیکھنے کی جستجو میں محو کار رہیں۔ کائنات کی ہر شے میں اللہ ہی کے نور کا جلوہ دیکھنے میں محو و منہمک رہیں۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ آمین،

اللہ کرے آپ کی یہ آنکھیں اللہ کی یاد میں جاگا کریں۔ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر رویا کریں اور راستے پہ چلتے وقت نیچا دیکھا کریں۔

marfat.com

آپ کے ہاتھ

آپ کے ہاتھ کارِ خیر میں مصروف رہیں۔ برائی کا کوئی کام اِن ہاتھوں سے کبھی نہ ہو۔ نہ ہی یہ کسی کو ماریں اور نہ ہی اِن سے کسی کو کسی بھی قسم کی اذیت پہنچے۔ یہ ہاتھ سدا کھلے رہیں اور ہر وقت ہر قسم کی خیرات اِن ہاتھوں سے بٹتی رہے اور اللہ اور اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کبھی کسی حرکت میں نہ آئیں۔

یا حیّ یا قیوم

آپ کا دِل

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝ (پارہ ۱۵۔ سورہ بنی اسرائیل، آیت: ۳۶)

ترجمہ: اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو بے شک کان اور آنکھ اور دل اِن سب کی اس سے پوچھ ہے۔

دِل سارے تن کا بادشاہ ہے۔ اور سارے تن کی اصلاح دِل کی اصلاح پر ہی موقوف ہے۔ اگر دل درست ہوا، ہر شے درست ہوئی۔ جب آپ نے دِل کو رسد پہنچانے والے تینوں بڑے راستے روک لئے۔ گویا ایک حد تک دِل کی اصلاح ہوئی۔ دِل تن دمن کو منظوم کرنے کی مہم کا چوتھا اہم مقام ہے۔

تن کی حکومت

یہ سوچا کریں اللہ نے مجھ کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور خلیفہ بمنزلہ اصل کے ہوتا ہے۔ میں ایک بہت بڑے باپ کا بیٹا ہوں۔ میرے باپ

marfat.com

گزشتوں نے سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل نے بھی کیا۔ میرے باپ کی تعظیم کا منکر شیطان ہے۔ شیطان اب بھی اللہ کا منکر نہیں میرے باپ کا منکر ہے۔ اس ایک ہی انکار کی بدولت مردود ہے لعین ہے۔ رجیم ہے۔

نکتہ

سالک پر حکم اور مجذوب پر محبت غالب ہوتی ہے شیطان سالک (غیر مجذوب تھا اگر مجذوب (سالک) ہوتا تو کبھی مردود نہ ہوتا

آپ کے تن کے سارے اعضاء آپ کی خدمت کے لئے اور دل اللہ نے اپنے لئے پیدا کیا ہے۔ دل اللہ کا عرش ہے۔

سارا ملک اگرچہ بادشاہ کی ملک ہوتا ہے، محل نہیں ہوتا۔ صرف وہ گھر جس کو بادشاہ اپنے لئے منتخب کرے محل کہلاتا ہے۔ اسی طرح ہر دل اللہ کی مخلوق و ملک ہے، محل نہیں۔

آپ کا دل اگرچہ دنیاوی امور میں مشغول ہو پھر بھی اللہ کیلئے فارغ ہے۔ لیکن ایسے کہیں دیکھا نہیں۔ آپ کا دل دنیاوی (امور) میں مشغول ہو کر بھی (ہر وقت اللہ کی یاد کے لئے) فارغ رہے اور کبھی ایسے نہ ہو۔ کہ ہر قسم کی دنیاوی امور سے فارغ ہو کر بھی (لغویات) میں مشغول رہے۔

یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے کہ ایک مدت گذری بندہ ہر شے سے مستغنی اور دست بردار ہو کر اس طرف آیا۔ گویا ہر شے سے فارغ ہو کر آیا۔ لیکن پھر بھی میرا دل غیر ضروری اور لغویات میں مشغول رہا۔ حالانکہ مجھے دنیا کا کوئی بھی کام نہ تھا۔

marfat.com

حاصل مطلب یہ کہ آپ کا دِل دُنیا کے کاموں میں مشغول ہو کر بھی اللہ کے لئے فارغ رہے نہ کہ فارغ ہو کر مشغول۔

آپ کے اقلیم قلبوت میں دو بادشاہوں کا راج ہے۔ ایک رُوح دُوسرا نفس۔

رُوح کی وزیر عقل سلیم اور نفس کا وزیر شیطان رجیم ہے۔ روح امر ربی اور نفس امر عزازیل ہے۔

وزیر بادشاہ کا صرف مشیر ہوتا ہے۔ کسی امر پر قدرت نہیں رکھتا۔ وزیر بادشاہ کو صرف مشورہ دیا کرتا ہے۔ بادشاہ مختار ہوتا ہے۔ چاہے اسے مانے یا نہ مانے۔ عقل روح کی اور شیطان نفس کا وزیر ہے۔ شیطان آپ کا صریح دشمن ہے آپ کو ہر بُری راہ بتاتا ہے۔ اور منوانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ آپ کا نفس ہمیشہ شیطان ہی کی فرمائش کے مطابق عمل کرتا ہے۔ شیطان معلم الملکہ رہ چکا ہے اور اس انداز سے تعلیم دیتا ہے کہ نفس کو جیسے چاہتا ہے منا ہی لیتا ہے۔

آپ کا نفس جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اپنے مطلب کی ہر شے کر دالیتا ہے اور آپ کے مطلب کی ایک بھی کرنے نہیں دیتا۔

بندہ جب اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔ شیطان اپنی سونڈ اس کے دِل میں رکھ دیتا ہے اور طرح طرح کی فضول باتوں میں مصروف رکھتا ہے۔ دِل جب ذکر سے خالی ہوتا ہے۔ وساوس شیطانی کا مرکز ہوتا ہے۔ بندہ جب اللہ کا ذِکر کرتا ہے شیطان اپنی سونڈ پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ دِل جب ذکر میں مصروف ہوتا ہے اللہ کے

marfat.com

سوا ہر شے سے خالی ہوتا ہے۔ جس طرح روح بدن میں ایسے سرائت کئے ہوئے ہے۔ جیسے کہ نخل و شجر کے رگ و ریشے میں پانی، اسی طرح شیطان بھی ہے، اور کسی بھی وقت انسان سے دُور نہیں ہوتا مگر جب کہ وہ اللہ کا ذِکر کرتا ہے۔

بندہ آپ کو اپنے ایک محسن بزرگ کا قصہ سناتا ہے۔ آپ کا نامِ نامی یادش بخیر سید قمر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز بھوپال کے رہنے والے فوج میں رسالدار تھے۔ اللہ کی جب ان پر رحمت آئی فوج سے مستعفی ہو کر اللہ اللہ میں مصروف ہوئے اور کمال عروج کو پہنچے۔ آپ فرماتے ہیں۔ آپ نے کلمہ تمجید سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کو اپنا ورد بنایا، زوال آفتاب کے بعد کسی جنگل میں جا کر اس کلمہ کا ذِکر کرتے۔ اور اس وِرد و شریف سے ذِکر کی ابتدا کرتے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْقَاھِرِیْنِ عَلٰی اَعْدَآءِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

آپ نے فرمایا میں جب اس کلمے کے ذِکر میں مصروف ہوا تو دیکھا کہ چار مؤکل آتشیں گرزیں لے کر میرے پاس میری حفاظت کے لئے حاضر ہوتے اور کسی بھی شیطان کو میرے گرد پھٹکنے نہ دیتے۔ ایک مدت بعد شیطان رجیم جب مایوس ہو کر بھاگنے لگا تو میں نے اس کلمہ کے نور کی برکت سے ایک سیاہ کلنک کا ٹیکہ اس کی پیشانی پہ چپکا دیا اور اس نے ہار مان لی اور جہاں میں نے اسے بٹھایا تھا۔ ایک مدت وہیں بیٹھا اپنے سر پہ خاک اڑاتا رہا۔

شیطان نے ہر کسی کو ہرایا۔ جواں مرد وہ ہے جو شیطان کو ہرائے۔ شیطان نے ہر کسی کو دھوکہ دیا۔ آپ کی جوانمردی یہ ہے کہ آپ شیطان کو دھوکا دیں۔ شیطان آپ کا اور آپ شیطان کے دشمن ہیں۔ شیطان آپ کا کبھی دوست نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس سے کسی بھی حال میں دوستی کی توقع ہو سکتی ہے۔

حضرت بابا صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں :۔

فریدا گر چاہیں تو وصلِ خدا
آنکھ کان، مکھ بند کر پھر سُن رے

پوری سہ حرفی یوں ہے :۔

اپنی دُھنیا دُھن رے دُھنیا
پرائی دُھنی میں پاپ نہ پُن رے۔
تیری روئی میں ۵ بنولے
پہلے اِن کو چن لے رے
تار نفس کی خوب کھینچ کر
پھر یہ دُھنکی باجے دُھن رے
فریدا گر چاہیں تو وصلِ خدا
آنکھ، کان، مکھ بند کر پھر سُن رے۔

ہر دل اللہ کی دو تجلیات کا مرکز بنا رہتا ہے۔ کبھی جمالی، کبھی جلالی۔ جمالی

تجلیات دل کی بسط اور جلالی قبض کی موجب ہوتی ہے۔ کبھی خوش، کبھی مغموم، واضح ہو کہ دل کا خوش ہونا اور پھر تھوڑی دیر بعد بلا وجہ مغموم ہو جانا۔ نفس ہی کی دو حالتیں ہیں۔ اور کبھی ایک سی نہیں رہتیں۔ دم بدم بدلتی رہتی ہیں۔

آپ کی ساری عمر انہی دو حالتوں میں گذری۔ جب کبھی خوش ہوئے کوئی غم یاد نہ رہا۔ لیکن خوشی کی یہ حالت ہمیشہ نہیں رہتی تھوڑی دیر بعد خود بخود بدل جاتی ہے پھر جب خوشی غم میں تبدیل ہو جاتی ہے کوئی خوشی یاد نہیں رہتی۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کبھی خوش ہوئے ہی نہ تھے اور آئندہ آپ کبھی بھی خوش نہ ہوں گے، لیکن تھوڑی دیر بعد یہی غم خوشی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔ کبھی ایک سی نہیں رہتیں، دل کی موجودہ حالت مستحسن نہیں۔ دل کا آئینہ سیاہ ہو چکا ہے اور تیری رحمت و مغفرت ہی سے اب یہ دل پاک و صاف ہو سکتا ہے۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

تو اس کے حال پر رحم کر اور اسے پاک کر۔ ہر دل اے میرے رب تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے۔ اور تو جیسے چاہتا ہے دلوں کو پھیرتا رہتا ہے۔ تو ہمارے دلوں کو پھیر کر اپنے دین اسلام کی طرف لا، آمین اور ان کو اپنے ذکر کی وہ توفیق بخش جو سرمدی ہو اور جسے کوئی چھین نہ سکے، آمین

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

ہم سب کے سب گمراہ اور تیری طرف سے ہدایت کے محتاج ہیں تو ہمیں

ہدایت بخش، آمین، یاحیُّ یا قیّوم۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ، آمین، یاحیُّ یا قیّوم۔

تیرے سوا کوئی انہیں پاک نہیں کرسکتا۔ یہ دل تیرے ہیں اور اگر ان کو مزکّی (پاک) کرنا ہمارے بس کی بات ہوتی۔ تو کیا آج تک ہم انہیں پاک ہی نہ کرتے۔ ہم عاجز و مسکین ہیں اور مجبور و محکوم ہیں۔ کسی بھی امر پر کوئی قدرت نہیں رکھتے۔ ہر حال میں ہماری گنہگار نظریں تیری رحمت کی طرف لگی رہتی ہیں۔ اے ہمارے رب رحمٰن و رحیم، رب عرش کریم، رب عرش عظیم، رب عرش مجید تیری رحمت کے انتظار میں کھڑے رہنا ہی ہماری ایک امید افزا عبادت ہے۔ یاحیُّ یاقیّوم، یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ، آمین۔

علم و حکمت کی باتیں دل کی کثافتیں دور نہیں کرسکتیں، اللہ کے ذکر سے ہی دل کی کثافت دور ہوا کرتی ہے۔ جب تک دل کی کثافت دُور نہیں ہوتی، یہ کشمکش کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔ جس طرح جھاڑی دار جنگل میں سے سائیکل سوار کا گذرنا بہت مشکل ہے۔ اسی طرح مشغول دل سے اللہ کا ذکر بھی مشکل ہے، ذکر الٰہی کے لئے دل کا فارغ ہونا بہت ضروری ہے۔

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ باوجود اس کے اپنے خالق کی یاد سے غافل رہتا ہے۔ دنیا میں گنتی کے بندے ہیں جو ہر وقت اپنے اللہ کی یاد میں

marfat.com

مصروف رہتے ہیں۔ انسان کے سوا دیگر ہر مخلوق ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتی ہے آپ اکثر فقیروں سے یہ مقولہ سنتے ہیں کہ اللہ نے نماز کو قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ پڑھنے کا نہیں۔ اس کے ضمن میں بہت سے لوگ گمراہ ہوئے اور بعضوں نے یہ بات سن کر نماز پڑھنی چھوڑ دی کہ نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ قائم کرنے کو کہا گیا ہے۔

یہ امر تشریح طلب ہے۔ اس بارے میں جتنے منہ اتنی باتیں ہیں۔ عمدہ بات یہ ہے کہ ایک نماز پڑھ چکنے کے بعد سے لے کر دوسری نماز تک نمازی نماز ہی میں رہے اور نماز ہر وقت ممکن نہیں۔ ذکر ہر وقت ممکن ہے اور یہی صلوٰۃ الوسطیٰ کی ایک خیالی و لیکن امید افزا تفسیر ہے کہ ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک آپ اپنے تئیں نماز ہی میں تصور کریں پھر آپ سے نافرمانی کا کوئی کام کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فجر کی نماز پڑھی۔ فجر کی نماز سے لے کر ظہر تک کوئی نماز نہیں۔ فجر اور ظہر کے درمیانی وقفہ میں آپ اپنی نماز کو قائم رکھیں اور آپ کا سر اگرچہ کار میں بیٹھے اپنے کاروبار کی طرف جا رہا ہو حقیقتاً اپنے معبود ہی کے حضور میں سجدہ ریز رہے۔ اور آپ کی زبان اور آپ کے دل میں کوئی نہ کوئی ذکر جاری رہے۔

درس و تدریس کا اصل مدعا اللہ کے ذکر کا قیام ہے

علم صرف اتنا ہی کافی ہوتا ہے۔ جس پر کہ عمل کیا جا سکے ایک دن کا سیکھا ہوا علم

marfat.com

عمر بھر کے لئے کافی ہوتا ہے۔

ایک دفعہ سلطان العارفین حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخیؒ ایک جنگل سے گذر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک پتھر پہ پڑی اس پر لکھا تھا "مجھے الٹ کر پڑھو"۔ جب انہوں نے اس پتھر کو اُلٹ کر پڑھا اس پر لکھا تھا۔ "اپنے علم پر عمل کرو"۔

علم پڑھنا مشکل نہیں عمل کرنا مشکل ہے۔ بہت سے انگریزوں نے قرآن و حدیث کے ترجمے کئے اور ان کا مطلب محض واقفیت حاصل کرنا تھا عمل مقصود نہ تھا۔ ساری دنیا میں گنتی کے علماء ہوں گے جن کا کہ اپنے علم پر عمل ہوگا۔ اللہ ہمیں اپنے علم پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین، اور

ذِکر کی توفیق عین عمل ہے!

جس طرح ذِکر کا حکم دیا گیا ہے۔ کبھی کسی نے نہیں کیا نہ ہی موجودہ بود و باش میں کرنے کا امکان ہو سکتا ہے۔ ذِکر کی ترغیب میں کیا کچھ نہیں کہا جاتا ہر جگہ اور ہر شے کہی جاتی ہے۔ لیکن کی نہیں جاتی۔

ایک نکتہ :- بلبل گایا کرتی ہے ، پروانہ جلا کرتا ہے۔

گانا کبھی ختم نہیں ہوتا اور جلنا ایک دم کی بازی ہے۔

اگر ہم ذِکر میں مصروف ہوں پھر کسی کو کسی سے کوئی اختلاف نہ رہے اور یہ بحث ومباحثے صرف اسی لئے ہیں کہ دل ذِکر سے خالی ہیں۔ دِل ہر وقت کسی

marfat.com

ذکسی کام میں مصروف رہتا ہے۔ بہترین شغل اللہ کا ذکر ہے لیکن جب یہ نہیں کیا جاتا، غیر ضروری باتوں میں لگ جاتا ہے۔

دینی مسائل کا سیکھنا بہت ضروری ہے، لیکن صرف مسائل کی واقفیت ہی پہ اکتفا نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کے ظاہر و باطن کی ترقی صرف مسائل کی واقفیت ہی پر نہیں ذکر کی کثرت پر موقوف ہے۔

دِل ایک ہے۔

ایک دِل میں ایک ہی طلب

ایک ہی حُب

ایک ہی جستجو اور

ایک ہی تا ہنگ ہو سکتی ہے

لیکن میرے دل میں توبہ توبہ

میرا دِل ہر سُو اور چار سُو بکھرا رہتا ہے۔ ہر قسم کے خیالات سے ہر وقت بھرپور رہتا ہے۔ کبھی بھی خالی نہیں ہوتا۔

برہمن ایک بُت کا پجاری ہے اور میرے دِل میں اللہ اللہ ایسے ہزاروں بُت موجود ہیں۔ برہمن کا معبود اگرچہ بُت ہے سامنے ہے اور جو محویت برہمن کو بُت کے آگے ہے مجھ کو کعبہ میں بھی نہیں۔

ہائے یا شیخ! برہمن بازی لے چلا!

میں نے شکل بدلی، لباس بدلا، رنگ بدلا، ڈھنگ بدلا، روزگار بدلا، ماحول بدلا، ہر شے بدلی پر دِل نہ بدلا۔ دِل جیسے تھا اور جہاں تھا، ویسے کا ویسا اور وہیں کا وہیں رہا۔ کیا ہی خوب ہوتا جو کسی بھی ظاہری سے کو نہ بدلتا صرف دِل بدلتا۔

دل اب بھی اسی طرح فِسق و فجور میں جکڑا ہوا ہے جیسے پہلے تھا۔ پھر کیونکر وہ نُور آئے اور کیسے اس میں سمائے۔ یا حیّ یا قیّوم

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اے اللہ تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم کی آل کو صرف اتنا رزق عطا کر جو اس کی جان کو بچائے اور بدن کی قوت کو قائم رکھے اور ایک روایت میں ہے کہ صرف اتنا رزق عطا فرما جو اس کی زندگی باقی رکھنے کے لیے کافی ہو۔

(ابو ہریرہؓ / بخاریؒ و مسلمؒ۔ مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، صفحہ ۵۵۵، شمارہ ۴۹۳)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اللہ کی قسم میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دُنیا تم پر کشادہ کی جائے گی جس طرح ان لوگوں پر کشادہ کی گئی تھی جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ پھر تم دنیا کی طرف رغبت کرو گے (یعنی دُنیا کی لذّتوں میں گرفتار ہو جاؤ گے) جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے رغبت کی اور یہ دُنیا تم کو ہلاک کر دے گی۔ (جس طرح ان کو ہلاک کیا)"

marfat.com

(عمرؓ بن عوف / بخاریؒ و مسلمؒ ۔ مشکوٰۃ شریف جلد دوم
صفحہ ۵۵۴، ۵۵۵، شمار ۴۹۳۴)

اور یہ دِل دُنیا کا طالب دُنیا کا متلاشی اور کِسی نہ کسی صُورت میں دُنیا ہی کے لئے طرح طرح کے ڈھونگ رچاتا اور مارا مارا پھرتا ہے۔

کبھی کوئی رنگ اختیار کرتا ہے کبھی کوئی۔ غرضیکہ کسی بھی طرح یہ سیر نہیں ہوتا۔

یہ دین، یہ زہد، یہ تقوے، یہ ریاضت سب دُنیا ہی کے لئے ہیں۔ اللہ کے لئے نہیں۔ اگر محض اللہ کے لئے ہوتا۔ کیا آج تک اور کسی کو بھی وہ ایسے نہ ملتا جیسے کہ اُن کو ملا تھا۔ میری نیّت صاف نہیں۔ اگر نیّت صاف ہوتی اب تک مجھ کو میرا مقصود ضرور مِل گیا ہوتا۔

میرے پاس جُبّہ ہے۔ دستار ہے۔ تسبیح ہے۔ عصا ہے۔ ہر شے ہے مگر وہ نہیں۔ کیا ہی خوب ہوتا کہ ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا مگر وہ ہوتے۔ اُنہیں پاکر میں ہر شے سے بے نیاز ہوتا۔

یاحیّ یاقیّوم

marfat.com

فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ؕ (الرعد : ۲۸)

وہ یقین لائے اور چین پکڑتے ہیں۔ اُن کے دل اللہ کی یاد سے خبردار! اللہ کی ہی یاد سے دِل چین پاتے ہیں۔

بندہ اس کی ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہے۔ اور اس سے عمدہ اور کوئی مثال نہیں۔ اور اس مثال کے بغیر آپ اطمینان کی حقیقت واضح طور پر نہیں سمجھ سکتے۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسی کہ ہماری لڑکیاں ہمارے گھروں میں جمپتی بلیتی اور جوان ہوتی ہیں۔ گھر سے باہر قدم نہیں رکھتیں۔ جب سِنّ بلوغ کو پہنچتی ہیں تو پھر اُنہیں اپنے والد کے گھر میں وہ اطمینان نصیب نہیں ہوتا جو شوہر کے گھر میں ہوتا ہے اور وہ اپنے اپنے گھروں میں جا کر ماں باپ، بہن بھائی سب کو بھول جاتی ہیں۔ اسی طرح جب تک آپ کو اللہ کے ذِکر سے ایسی دلچسپی و راحت نہیں ہوتی جیسی کہ انہیں ہوتی ہے کوئی ذکر نہ دِل سے جاری ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس پہ استقامت حاصل ہو سکتی ہے پھر اللہ سبحانہٗ نے اپنے بندوں کی یہ مدح سرائی کی کہ میرے وہ بندے اُولی الالباب ہیں۔ جو

یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَ

marfat.com

يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج

ترجمہ۔ یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے

اور فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں۔

(سورہ العمران آخری رکوع)

پس ہر سالکِ طریقت پہ لازم ولاگو ہے کہ وہ ہر حال میں کھڑا ہو یا بیٹھا۔ لیٹا ہو یا کسی اور حال میں اللہ کے ذِکر میں مصروف رہے۔ یہی ذکر کا حق اور یہی ذاکر کی شان ہے۔ یا حیّ یا قیّوم۔

نیز فرمایا۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝

ترجمہ۔ اور ذکر (یاد) کر نام رب اپنے کا۔ اور چھوٹ جا اسکی طرف سب سے الگ ہو کر۔

یعنی اللہ سبحانہٗ نے اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ ذکر کریں نام رب اپنے کا اور منقطع کرلیں اپنی تمام امیدیں داوُرں سے)

اس لئے کہ:۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝

ترجمہ:۔ مالک مشرق اور مغرب کا، اس بن کسی کی بندگی نہیں

marfat.com

سو پکڑو اس کو وکیل۔

یعنی یہ فرمایا کہ میں آپ کا رب مشرق اور مغرب کا ہوں۔ پس پھر آپ کو میرے سوا کسی اور کو وکیل بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جبکہ میں ہی وکیل (کافی) ہوں۔

پھر فرمایا۔

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ۝

ترجمہ۔ اور صبر کر جو کہتے ہیں اور چھوڑ ان کو بھلی طرح۔

یعنی جب لوگ آپ کو اس حال میں دیکھیں گے کہ آپ ہر وقت اپنے رب کے ذکر میں مصروف رہتے ہیں اور اس کے سوا کسی اور سے کوئی امید نہیں رکھتے اور نہ ہی کسی کو اپنا کارساز تسلیم کرتے ہیں۔

پھر آپ کو جو جس کے منہ میں آئے گا کہے گا۔ جب ایسے ہو تو آپ ان کی ہر بات پہ جو بھی وہ کہیں صبر کریں۔ اور نہایت پسندیدہ اور قابل ستائش طریقے سے ان سے علیحدگی اختیار کریں۔

عموماً جب کوئی بندہ کسی بندے سے جدا ہوتا ہے تو لڑ بھڑ کر ہوتا ہے اور دوبارہ ملاقات کی امیدیں توڑ کر جدا ہوتا ہے۔ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا ہے کہ آپ ان سے جمیل طریقے سے جدا ہو ویں۔

marfat.com

اور اس انداز و طریق سے علیحدہ ہو وہیں جس میں شکوہ و شکایت کا نام تک نہ ہو۔

اور یہ کافی ہے

افضل الذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔

ضروبِ قلبی

خواجگانِ طریقت نے ضیائے قلوب کے لئے ضروبِ قلبی کی جو تعلیمات دی ہیں ہر لحاظ و اعتبار سے مستحسن اور قابلِ تعمیل و عمل ہیں۔ لیکن بندہ کے قویٰ اِس قدر قوی نہیں کہ ضروبِ قلبی کا متحمل ہو سکے۔ پس اس کمی کی بدولت بندہٗ اپنی ساری منزل میں ضروبِ قلبی کی تعلیمات سے مستفیض نہ ہو سکا۔ ویسے اگر کوئی صاحب لا الہ الا اللہ دِل پہ ضربیں مار کر پڑھے اسے اجازت ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سرساوی قدس سرہٗ العزیز نے تعلیماتِ رحیمی میں انہیں پوری تفصیل سے بیان کیا ہے۔

marfat.com

آپ کی ناک

ناک کی اہمیت محض بُو سونگھنے تک ہی محدود نہیں۔ ناک آپ کے تن کا ایک اہم جزو اور اللہ سبحانہٗ کی گزرگاہ ہے۔ سانس اس ناک ہی کے راستے آتا اور جاتا ہے۔

حضرت اقدس میاں محمدؒ صاحب جہلمی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

نحنُ اقربُ آپ کو کیندا بھالوُ ہیں پھر کدا
اُس دے ڈیرے وِچ نے تیرے پھریں لوڑا وِ جدا

اِسی طرح سالکانِ طریقت نے جب بھی اللہ تبارک و تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی خبر دی یہی دی کہ اللہ بندے کے اپنے ہی اندر موجود ہے جس نے پایا اپنے ہی اندر پایا۔

اللہ نے آپ ہی تو یہ فرمایا ہے کہ

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (ذاریات)

یعنی میں ہوں بیچ تمہارے نفسوں کے کیا تم کو سُوجھ نہیں؟

ایک درویش فرماتے ہیں:۔

آپ بوے آپ بولا دے　　اپنا جس اپنے منہ گادے

marfat.com

داگلے دو اشعار عین حق ولیکن آپ کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ اس لئے چھوڑ دیئے گئے۔

جب ہم اپنے تن میں اپنے رب کی تلاش میں نکلے تو سانس کے سوا تن کی ہر شے کو کثیف پایا۔ اللہ لطیف اور ما سوا اللہ کثیف ہے۔ لطافت کثافت میں نہیں سما سکتی۔ پس معلوم ہوا ہو نہ ہو ہمارے رب کا مسکن ہمارے سانس ہی کے اندر موجود ہے۔

سانس پہ نظر جمائیں اور غور فرمائیں کہ آپ کی زندگی کا انحصار اس سانس ہی پہ موقوف ہے۔ سانس ختم، زندگی ختم۔ سانس کا مسکن قلب ہے۔ کس باقاعدگی سے قلب سے بار بار باہر آتا اور اندر جاتا ہے۔ ذرا بھی دیر باہر نہیں ٹھہرتا۔

اگر اسے ارادتاً باہر روک لیا جائے دِل بے قرار ہو جاتا ہے۔ گویا دِل دم کو دم بھر کے لئے جدا کرنا گوارا نہیں کرتا۔ یہ ایک راز ہے۔ اللہ کرے یہ راز آپ کے دِل پہ کُھلے۔ آمین

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ

یعنی انسان میرا بھید ہے اور میں اُس کا بھید ہوں

وہ میرے آپ کے اور کل کائنات کے دم میں پوشیدہ ہے۔ اللہ کرے آپ اس راز کے فیض سے مستفیض ہوں۔ اور ان کے کرم سے بہرہ ور ہوں۔ آمین!

یہ حقیقت مزید تحقیق طلب نہیں، نہ ہی اس میں کچھ کہنے کی گنجائش ہے۔

اپنے اس سانس پہ نظر جما کر اس پہ غور کریں کس طرح خود بخود اندر سے باہر اور باہر سے اندر آتا اور جاتا ہے۔ اور جب اس نے بند ہو جانا ہے ہم نے مُک جانا ہے۔ یاحیّ یا قیّوم

آپ کا سانس

انسان ہر مخلوق پہ قابو پا سکتا ہے مگر اپنے سانس اور اپنے دل پہ قابو نہیں پا سکتا۔ یہی دو مقامات اللہ کے رہنے اور آنے جانے کی جگہیں ہیں۔ بلّے بلّے بلّے۔ شیر جیسے جانور کو کیسے کیسے کرتب سکھلا دیتا ہے۔ ہاتھی پہ سواری کرتا ہے۔ ناگوں کا تماشہ دکھاتا ہے۔ ریچھ کو نچاتا ہے۔ ہوا میں پرواز کرتا ہے۔ غرض یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ مگر اپنے دل کو اپنی مرضی سے صاف نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی اپنے سانس کو اندر سے باہر اور باہر سے اندر روک سکتا ہے۔ اس لئے۔ کہ دل خالق کا عرش اور سانس اسکی گذرگاہ ہے۔ یہی وجہ ہے یہ دونوں اس کی مخلوق اس کے دو پسندیدہ مقامات اور اس کے بغیر کسی کے بھی قبضہ قدرت میں نہیں۔ کیونکہ وہ خالق ہے۔ مخلوق کے قبضہ میں نہیں رہ سکتا۔ کوئی مخلوق کسی بھی طرح اس پہ کبھی قابو نہیں ہو سکتی۔ نہ ہی وہ کسی کا محکوم ہو سکتا ہے۔ اس کا آنا جانا۔ کسی

marfat.com

دل پہ اترنا اور کہیں اپنے ڈیرے جما لینا اُس کی اپنی مرضی پہ موقوف ہے

یا حیّ یا قیّوم

ساری دُنیا کے حکیم گئے ہوئے سانس کو نہیں لوٹا سکتے۔ اور نہ کسی دل کو پھیر کر کسی ایک بات پہ جما سکتے ہیں۔ بندہ اپنے ہر معاملے میں عاجز و مسکین، معذور و مجبور، محکوم و مقدور ہے۔ کسی بھی امر پہ ظاہری ہو یا باطنی ہرگز کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ نہ ہی کسی امر پہ بندہ کو کوئی تصرّف حاصل ہے۔ بندہ کی ہستی یعنی بندے کا کچھ ہونا ہی شرک کی اصل اور عین شرک ہے۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْم!

یہ راز احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا ہے۔ کائنات کی ہر شے کا وجود اللہ ہی کے نُور سے موجود ہے۔ کسی بھی شے کا اپنا کوئی وجود نہیں۔ نہ ہی وہ کسی امر پہ کوئی قدرت رکھتی ہے۔ ہر شے کا وجود اللہ کے نور سے موجود اور اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں محکوم و مقدور ہے۔ جب تک حکم نہیں ملتا کوئی بھی کسی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا مگر اللہ کے حکم سے۔ اللہ اپنی ساری کائنات کا خالق و مالک اور قادر المقتدر ہے۔

یا حیّ یا قیّوم

marfat.com

آپ کے پاؤں

اللّٰھم ثبت اقدامنا علی الصّراط المستقیم

اے اللہ جما دے ہمارے قدم صراط مستقیم پر۔ آمین

آپ کے لئے اللہ رب العالمین کے حضور باری میں دعائیں

آپ کے قدم صراط مستقیم پر مضبوطی سے جمے رہیں

کبھی نہ پھسلیں اور نہ ہی

کبھی ڈگمگائیں

جہاں ایک بار رکھ دیئے جائیں پھر

کبھی پیچھے نہ ہٹیں یاحیّ یا قیّوم امین

آپ کے پاؤں اللہ کی راہ میں ہمیشہ گرد آلود رہیں۔

یہ پاؤں اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ میں چلیں

اور جب تک ان میں جان باقی ہے چلتے رہیں۔ یاحیّ یا قیّوم

گناہ کے کسی کام کی طرف ہرگز نہ چلیں۔ آمین

یاحیّ یا قیّوم

امین

marfat.com

یقین

اللہ میرا رب ہے

میرا رب ہر وقت ہر حال میں میرے پاس حاضر و ناظر اور میرا حافظ و ناصر ہے۔

کسی بھی وقت وہ مجھ سے اور میں اُس سے اوجھل نہیں۔ جو میں کہتا ہوں سنتا ہے۔

جو کرتا ہوں دیکھتا ہے۔

اور جو دل ہی کے اندر سوچتا ہوں۔ جانتا ہے۔

ھو ھو ھو حق حق حق

سُنتا ہے۔ دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔ پھر بھی ہر معاملہ میں مجھ سے درگذر فرماتا ہے۔ کسی نافرمانی پر فوراً ہی نہیں پکڑتا۔ اپنی حلیمی کریمی کے صدقے ہر کسی سے اور ہمیشہ درگذر فرماتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ سیدھی راہ پہ آئے۔

وہ میرا مالک اور میں اس کی مملوک ہوں۔ مالک السمٰوات والارض

وہ میرا معبود ہے اللہ لا الٰہ الا ھُو۔ وحدہٗ لا شریک لہٗ۔

اسی نے مجھے پیدا کیا۔

marfat.com

وہی مجھے پالتا ہے اور

وہی میرا ہر معاملے میں وکیل وکفیل و نصیر ہے

میرا کوئی بھی معاملہ دینی ہو یا دنیوی، ظاہری ہو یا باطنی کسی کے بھی قبضۂ قدرت میں نہیں مگر اُس کے اور صرف اُس کے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اِسے کوئی روکنے والا نہیں۔ جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔ اسے کوئی منع کرنے والا نہیں۔

جسے وہ نہیں چاہتا۔ نہیں دیتا۔

جسے وہ نہیں دیتا اسے کوئی دینے والا نہیں۔

جب تک اُس کا حکم نہیں ہوتا کوئی بھی ذرّہ کسی بھی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ ذرّہ ذرّہ اور پتّہ پتّہ اسی کے حکم سے متحرک و ساکن ہے۔

کائنات کا ظاہری نظام، باطنی نظام کے ماتحت منظوم و قائم ہے۔ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔

ہم ہر طرف وجانب سے کلیتاً منہ موڑ کر اور ساری امیدیں توڑ کر تیری ہی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یا حیّ یا قیّوم

جس طرح کسی حاکم کے رُوبرو کھڑے ہو کر نہایت عجز و انکساری سے اپنی عرضی پیش کیا کرتے ہو۔ اسی طرح مولائے کریم کے حضور

marfat.com

میں بھی حاضر ہو کر اپنی حاجت براری کے لئے عجز و نیاز کریں۔

یہ یقین پیدا کریں کہ میرا رب میرے پاس ہے۔

اس کی طرف متوجہ ہو۔ ہمہ تن و من متوجہ ہو۔ اپنا قصّہ اس سے کہہ۔

اپنا غم اس سے بیان کر۔ جو کچھ بھی کہنا ہو اسی سے کہو۔

اپنی ماں سے مانگتے شرم نہیں آیا کرتی۔ اے مانگنے والے اپنے اللہ سے مانگ انشاءاللہ دیا جائے گا۔

اللہ رب ذوالجلال والاکرام کیونکر تجھ کو اپنے در سے خالی لوٹائے گا۔

اللہ سے مانگ کر پھر کسی اور سے مانگنے کی حاجت ہی نہیں رہتی۔

تو اللہ کو اپنا رب کیوں نہیں مانتا۔

اللہ کو اپنا رب مان اور

پھر ہر شے اپنے رب ہی سے مانگ۔

اپنے رب کو حاضر ناظر مان۔ ہر طرف اسی کا نور ہی تو ہے۔

ایک بار اس سے مانگ کر دیکھ

اس کی طرف متوجہ ہو کر دیکھ

اس کا ہو کر دیکھ

اندر باہر وہی وہ ہے۔ اس کے سوا کوئی غیر موجود ہی نہیں۔ غیریت

marfat.com

کا حجاب اس کے سوا اور کون اٹھا سکتا ہے۔

یا حیّ یا قیّوم

جو بات آتی تھی بتا دی

آپ کے موافق ہو دعائیں دیں ورنہ میری کم علمی پہ درگذر فرمائیں۔

انت الھادی انت الحق

لیس الھادی اِلّا ھُو

انت الھادی انت الحق

لیس الھادی اِلّا ھُو

انت الھادی اَنت الحق

لیس الھادی اِلّا ھُو

حق حق حق ھو ھو ھو

یا حیّ یا قیّوم

اللہ کرے اللہ کے ذکر کی قطاریں بندھ جائیں جو فرش تا عرش استوار و مستقیم ہوں۔ غفلت کے تمام پردے چاک ہوں اور حجابات اٹھیں۔

آمین یا حیّ یا قیّوم

marfat.com

آپ سے!

محبّی و مخلصی

راسخ الاعتقاد مقبول بارگاہ ربّ ذوالجلال والاکرام

پتہ ________________________________

____

____

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

کیا یہ افسوس کا مقام نہیں کہ آپ ـــــ سال سے میرے پاس آتے اور اس سلسلہ عالیہ میں منسلک ہیں ۔ بتائیں آپ سے دین اسلام کو ابھی تک کیا نفع پہنچا ۔ چاہیئے یوں تھا کہ آپ کے حُسنِ اخلاق اور عبادات و معاملات سے آپ کے دوست ، ہمنوا ، پڑوسی اور ملنے والے متاثر ہو کر دین کی طرف آتے اور ہم انہیں

marfat.com

فی سبیل اللہ دین سکھلاتے۔ بے شمار برائیوں کا خاتمہ ہو جاتا اور ایک حد تک معاشرہ کی اصلاح ہو جاتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دین اسلام سے اتنی دلچسپی نہیں۔ ورنہ رات دن ایک کر دیتے اور ہر کسی کو اللہ اور دین کی طرف بلاتے حقیقت اور معرفت کی بڑی بڑی باتوں میں الجھنے کی بجائے اس جال میں الجھے ہوؤں کو باہر نکالتے اور سب کو سنّت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدھی سادی اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ دے کر اپنے بھائیوں کو سمجھاتے تو آپ پہ اللہ کی قسم اللہ کی رضا مل جاتی اور اللہ کی رحمت برستی۔ کیا ہی خوب ہوتا جو آپ دین اسلام کی تروتازگی کا باعث بنتے تو بزمِ ہستی میں کیا چہل پہل ہوتی۔

یا حیّ یا قیّوم

اسُروزِ سعید پنجشنبہ ۱۰ ارشوال المکرم ۱۳۸۷ ہجری المقدس

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حیّ یا قیّوم

دار الاحسان

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد و اٰلہٖ و عترتہٖ بعدد کل معلوم لک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

سلسلہ اشاعت ۱۷ دعوت و تبلیغ الاسلام

فضائلِ جمعۃ المبارک

مولانا محمد برکت علی لودھیانوی

المقام الثجاف الصماف المقبول المصطفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

(۱) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جن دنوں میں سورج نکلا ان میں سب سے اچھا دن جمعہ کا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن اس سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ اس باب میں حضرت ابی لبابہؓ حضرت سلمانؓ، حضرت ابوذرؓ، اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے اور حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (ابوہریرہؓ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۹۹، شمارہ ۴۳۵)

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جن دنوں میں سورج نکلا۔ ان میں سب سے اچھا دن جمعہ کا ہے۔ کیونکہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن وہاں سے زمین پر اتارے گئے اور اسی دن ایک ایسی ساعت (گھڑی) ہے کہ جو مسلمان بندہ بھی اس وقت نماز پڑھنے میں اللہ سبحانہ سے کوئی دعا یا سوال کرتا ہے تو وہ اسے ضرور عطا کرتا ہے حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عبداللہ بن سلامؓ کے پاس گیا، اور اُن سے یہ حدیث بیان کی۔ تو انہوں نے کہا میں اس ساعت (مقبولہ) کو جانتا ہوں (کہ وہ کس وقت آتی ہے)، میں نے کہا مجھے بھی بتاؤ اور بخل سے کام نہ لو، وہ کہنے لگے کہ یہ ساعت عصر کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک ہوتی ہے۔ میں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس وقت بندہ مسلم نماز پڑھتا ہوتا ہے اور جو ساعت تم نے بتائی ہے، اُس میں

marfat.com

کوئی نماز نہیں ہوتی اس پر حضرت عبداللہ بن سلام رضؓ کہنے لگے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو تو وہ گویا نماز ہی میں ہے میں نے کہا کیوں نہیں (فرمایا ہے) تو حضرت عبداللہ بن سلام رضؓ نے کہا کہ بس وہ یہی ہے اور اس حدیث میں لمبا قصہ ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ (ابوہریرہ رضؓ ترمذی شریف، جلد اول صفحہ ۱۰۰۔ شمارہ ۴۳۰)

③ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے دن جس نے غسل کیا، اور غسل کرایا اور صبح سویرے جلدی چلا اور خطبہ کو پایا اور امام کے نزدیک ہوا، اور خطبہ غور سے سنا اور خاموش رہا اس کو ہر ہر قدم کے بدلے ایک سال کا ثواب ملے گا، ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کے (تہجد کیلئے) کھڑے ہونے کا" (اس کے ایک راوی وکیع رحؒ کہتے ہیں کہ خود نہایا اور اپنی بیوی کو نہلایا اور امام ابن مبارک رحؒ کہتے ہیں کہ غسل کیا اور کرایا کے الفاظ ہیں ان کا یہ مطلب ہے کہ نہایا اور سر کو دھویا۔ اس باب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمران بن حصین رضؓ حضرت سلمان رضؓ حضرت ابوذر رضؓ، حضرت ابوسعید رضؓ، حضرت ابن عمر رضؓ اور حضرت ابوایوب رضؓ سے بھی روایت ہے۔ حضرت اوس بن اوس رضؓ کی حدیث حسن و صحیح ہے۔

(اوس بن اوس رضؓ۔ ترمذی رحؒ۔ ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۱۰۱، شمارہ ۴۸۴)

④ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے محض سستی اور غفلت کی وجہ سے تین مرتبہ جمعہ ترک کر دیا تو اللہ سبحانہٗ اس کے دل پر مہر لگا دے

marfat.com

گا۔اس باب میں حضرت ابن عمرؓ۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت سمرہؓ سے بھی روایت ہے اور حضرت ابوالجعدؓ کی حدیث حسن و صحیح ہے۔ حضرت محمد بن عمروؓ کہ حضرت ابوالجعدؓ حضور اقدس و اکمل جناب رسول اکرم و اجمل اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رہے ہیں۔

(ابوالجعد ضمری، ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۲۰۱، شمارہ ۴۴۵)

۵ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو لوگ جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے ان کے حق میں ارادہ کرتا ہوں کہ حکم کروں ایک شخص کو جو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر میں جلادوں ان لوگوں کے گھر جو جمعہ میں نہیں آتے۔

(عبداللہؓ مسلمؓ، مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۱۳)

۶ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر جمعہ کے لئے آئے اور خطبہ سُنے اور چپ رہے تو اس جمعہ سے دُوسرے جمعہ تک کے گناہ اس کے معاف کردیئے جائیں گے۔ بلکہ تین دن زیادہ کے، اور جو شخص کنکریاں ہٹائے (غیر ضروری حرکت کرے) اس نے بیہودہ حرکت کی۔

(ابوہریرہؓ، ابوداؤد، جلد اول، صفحہ ۲۵۴، شمارہ ۱۰۰۹)

۷ حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بالغ پر جمعہ کے دن نہانا ضروری ہے اور یہ کہ مسواک کرنے اور یہ کہ اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائے (حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ غسل کی نسبت تو میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ واجب ہے لیکن مسواک کرنا اور خوشبو

marfat.com

لگانا تو اللہ جانے واجب ہے یا نہیں، مگر حدیث میں اسی طرح ہے۔

(بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۹۹-۲۰۰، شمار ۸۲۲)

(۸) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمانوں پر حق ہے کہ وہ جمعہ کے دن غسل کریں اور اپنے گھر والوں سے لیکر خوشبو لگائیں۔ اگر کوئی خوشبو نہ لگائے تو اس کے لئے پانی ہی خوشبو ہے۔ اس باب میں حضرت ابو سعیدؓ اور ایک انصاری شخص سے بھی روایت ہے۔ حضرت براءؓ کی حدیث حسن و صحیح ہے۔ اس کا ایک راوی اسمٰعیل بن ابراہیم تیمی حدیث میں ضعیف گردانا گیا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ دوسرے طریق سے اس روایت کی اسناد بہتر ہیں۔

براء بن عازبؓ، ترمذیؒ، ترمذی شریف، جلد اول، صفحہ ۲۰۱، شمار ۴۹۳)

(۹) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم (باعتبار زمانے کے) پچھلے ہیں (مگر قیامت کے دن اگلوں میں) سبقت لے جانے والے ہیں۔ سوائے اس کے کہ اگلوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے (اور کوئی بات ان میں زیادہ نہیں) پھر یہ (جمعہ) وہ دن ہے کہ اس میں عبادت کرنا ان پر فرض کیا گیا تھا مگر انہوں نے اس میں اختلاف کیا اور ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی ہدایت کر دی۔ پس سب لوگ اس بات میں ہم سے پچھلے ہیں یہود کل (ہفتہ کے دن) عبادت کریں گے اور نصاریٰ پرسوں (یعنی اتوار کے دن) عبادت کریں گے

marfat.com

(بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۹۹، شمار، ۸۱۸)

(۱۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا لوگو! مرنے سے پہلے اللہ سبحانہٗ سے توبہ کرو اور آخرت کی جانب جانے سے پہلے اعمال صالحہ جلدی جلدی کر لو کثرت ذکر سے اللہ تعالیٰ سے وصل پیدا کرو اور ظاہر و پوشیدہ طور پر صدقہ دو اللہ تعالیٰ رزق عطا فرمائے گا۔ تمہاری مدد فرمائے گا۔ تمہارے نقصان کی تلافی فرمائے، سنو! اللہ سبحانہٗ نے تم پر اس جگہ میں اس دن سے اس مہینہ سے اس سال سے قیامت تک کے واسطے جمعہ فرض کر دیا ہے۔ لہٰذا جس شخص نے میری زندگی میں یا میرے بعد باوجود امام عادل یا ظالم ہونے کے اس جمعہ کو حقیر سمجھ کر چھوڑ دیا اس کا انکار کرتے ہوئے اس کو ترک کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے کام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور اس میں کبھی برکت نہیں فرمائے گا، غور سے سنو! نہ اس کی نماز قبول ہوگی، نہ صدقہ، نہ زکوٰۃ نہ حج نہ روزہ اور نہ کوئی نیکی، جب تک اللہ تعالیٰ سے توبہ نہ کرلے، دیکھو عورت مرد کی اور اعرابی مہاجر کی اور فاجر مومن کی امامت نہ کرے البتہ اگر سلطان کا حکم ہو اور اس کے ظلم کا خوف ہو یعنی قتل ہونے کا یا کوڑے لگنے کا تو معذوری ہے۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۲۵)

(۱۱) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب دنوں میں تمہارے

marfat.com

لئے افضل دن جمعہ کا ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن ان کی روح قبض ہوئی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ تم اس دن بہت درود بھیجو مجھ پر کیونکہ تم جو درود بھیجو گے وہ سامنے لایا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جائے گا۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گل جائیں گے (یعنی قبر میں)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سبحانہٗ نے حرام کیا ہے۔ زمین پر انبیاء علیہم السلام کے بدنوں کو۔ یعنی زمین ان کو نہیں کھا سکتی۔ میں زمین میں زندہ رہوں گا۔

(اوس بن اوس ؓ نسائی ؒ۔ نسائی شریف، جلد اول، صفحہ ۳۴۲)

(۱۲) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز ایک وقت ہے۔ اس وقت بندہ اللہ سبحانہٗ سے جو مانگے گا۔ اللہ سبحانہٗ دے گا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ساعت کونسی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت نماز کھڑی ہوتی ہے۔ اس وقت سے نماز کے ختم ہونے تک۔ اس باب میں حضرت ابو موسیٰ ؓ حضرت ابوذر ؓ حضرت سلیمان ؓ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ، حضرت ابو لبابہ ؓ اور حضرت سعد بن عبادہ ؓ سے روایت ہے اور یہ حدیث حسن و غریب ہے۔

(عمرو بن عوف ؓ، ترمذی ؒ، ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۹۹، ۱۰۰ شمار ۴۳۶)

(۱۳) حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمعہ کے بعد دِن کا کھانا کھاتے تھے اور لیٹتے تھے۔ اس باب میں حضرت انسؓ بن مالک سے بھی روایت ہے حضرت سہیل بن سعد کی حدیث حسن وصحیح ہے۔ (ترمذی شریف جلد اول، صفحہ ۱۰۲، شمار ۴۷۹)

(۱۴) حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور ھل اتٰك حدیث الغاشیه پڑھتے تھے۔ (نسائی شریف، جلد اول، صفحہ ۳۵۳)

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے۔ پہلے ممبر پر بیٹھتے۔ یہاں تک کہ موذن اذان سے فارغ ہوتا۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے پھر بیٹھتے کسی سے بات نہ کرتے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے۔ (ابوداؤد شریف جلد اول، صفحہ ۲۶۱، شمارہ ۹۴۷)

(۱۶) حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے پھر بیٹھ جاتے تھے پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے۔ جو تجھ سے کہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر خطبہ پڑھتے وہ جھوٹا ہے۔ قسم اللہ کی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو ہزار نمازوں سے زیادہ پڑھی ہیں۔

(ابوداؤد شریف جلد اول، صفحہ ۲۶۱، شمارہ ۹۴۸)

(۱۷) حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو

marfat.com

خطبے پڑھتے تھے ۔ان کے بیچ میں بیٹھتے تھے اور خطبوں میں قرآن کریم پڑھتے، لوگوں کو نصیحت کرتے تھے۔

(ابوداؤد شریف جلد اول، صفحہ ۲۶۱، شمارہ ۹۴۹)

(۱۸) حضرت حصین بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رویبہ رضی اللہ عنہ نے بشر بن مروان رضی اللہ عنہ کو دیکھا دعا مانگتے ہوئے جمعہ کے روز۔ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے کہا برا کرے اللہ ان دونوں ہاتھوں کو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا (منبر پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقط کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے۔

(ابوداؤد شریف، جلد اول صفحہ ۲۶۳،۲۶۲، شمارہ ۹۵۰)

(۱۹) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کو طول نہیں دیتے تھے۔ جمعہ کے دن چند کلمے کہہ دیتے تھے۔

(ابوداؤد شریف، جلد اول، صفحہ ۲۶۳، شمارہ ۹۶۰)

(۲۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم موٹے ہو گئے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا کہ کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک منبر تیار کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجھ اٹھایا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، انہوں نے ایک منبر بنایا دو سیڑھیوں کا۔

(ابوداؤد شریف، جلد اول صفحہ ۲۵۹، شمارہ ۹۳۹)

(۲۱) حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کے منبر اور دیوار مسجد کے بیچ میں ایک بکری کے جانے کی راہ تھی،

(ابوداؤد شریف جلد اول، صفحہ ۲۵۹، شمارہ ۹۴۰)

(۲۲) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے اور کامل طور پر غسل کرے پھر وضو کرے اور کامل طور پر کرے اور اس کے بعد جو عمدہ کپڑے ہوں وہ پہن کر جو خوشبو میسر ہو مل کر جمعہ کی نماز کے لئے حاضر ہو تو یہ ایک جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

(ابوذرؓ، ابن ماجہؒ، ابن ماجہ شریف، صفحہ ۱۲۸)

(۲۳) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔ یہ حدیث حسن وصحیح ہے۔ اکثر اہل علم صحابہؓ، تابعینؒ، کا اسی پر عمل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس نے جمعہ کے دن ایک رکعت پالی، وہ اس کے ساتھ ملا کر دوسری پڑھ لے۔ اور جو شخص بیٹھنے کی حالت میں جماعت میں شامل ہو۔ وہ چار رکعت پڑھے (یعنی اس کا جمعہ نہیں ہوا وہ ظہر کی چار رکعت پڑھے) سفیان ثوریؒ۔ امام ابن مبارکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ اور امام اسحٰق بھی یہی کہتے ہیں۔ (ابوہریرہؓ۔ ترمذیؒ۔ ترمذی شریف، جلد اول صفحہ ۱۰۲، شمارہ ۴۹۸)

(۲۴) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے جو شخص جمعہ کے دن اونگھے تو اسے اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ جگہ بدل دینی چاہیئے (تاکہ نیند کا غلبہ جاتا رہے) یہ حدیث حسن وصحیح ہے۔

marfat.com

(ابن عساکرؒ۔ ترمذیؒ۔ ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۱۰۲، شمارہ ۴۰۴)

(۲۵) حضرت معاذ بن انس جہنیؓ اپنے والدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جس نے لوگوں کی گردنیں پھلانگیں، اس نے دوزخ کی طرف ایک پل بنالیا۔ اس باب میں حضرت جابرؓ سے بھی روایت ہے۔ حضرت معاذ بن انس جہنیؓ کی یہ حدیث غریب ہے اور علماء کا اسی پر عمل ہے۔ کہ جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنا مکروہ ہے۔ اس بارے میں علمائے نے بہت سختی و تاکید کی ہے اور بعض علمائے نے (اس روایت کے ایک راوی) حضرت رشید بن سعدؓ کے بارے میں کلام کیا ہے۔ اور اس کو حافظہ کے لحاظ سے ضعیف کیا ہے

(ترمذی شریف جلد اول، صفحہ ۱۰۴، شمارہ ۴۰۵)

(۲۶) حضرت سہل بن معاذ اپنے والدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ سنتے وقت احتباء (یعنی اکڑوں بیٹھ کر ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لینا یا کپڑے کی بجائے ہاتھوں سے ٹانگیں پکڑ کر بیٹھنا) کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کو مکروہ تبلایا ہے اور بعض علماء نے اس کی اجازت دی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ اجازت دینے والوں میں شامل ہیں؛ امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک خطبہ سنتے وقت احتباء کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ (ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۱۰۵۔ شمارہ ۴۵۰)

marfat.com

(۲۷) حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابی ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لکڑی کے منبر پر یہ فرماتے سنا کہ لوگ جمعہ کو چھوڑنے سے باز رہیں (یعنی جمعہ کے دن کی نماز کو نہ چھوڑیں) ورنہ اللہ سبحانہٗ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا۔ اور وہ غافل لوگوں میں شمار ہونے لگیں گے۔

(مسلمؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول، صفحہ ۲۴۹، شمار ۱۲۷۹)

(۲۸) حضرت ابی جعدؓ سے روایت ہے جو صحابی تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تین جمعے چھوڑ دے گا سستی سے مہر کر دے گا اللہ سبحانہٗ اس کے دل پر۔

(ابو داؤد شریف جلد اول صفحہ ۲۵۴، شمار ۹۱۲)

(۲۹) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے بلا وجہ نماز جمعہ کو ترک کیا وہ اس کتاب میں منافق لکھا جاتا ہے جس کی تحریر نہ مٹائی جا سکتی ہے، اور نہ تبدیل ہو سکتی ہے۔ بعض روایات میں یہ الفاظ تین دفعہ درج ہیں۔

(ابن عباسؓ، شافعیؒ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۵۰، شمار ۱۳۰۲)

(۳۰) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بغیر عذر کے جمعہ کو ترک کرے وہ ایک دینار صدقہ دے۔ اگر ایک دینار نہ ہو سکے تو نصف دینار صدقہ دے۔

(سمرہؓ بن جندبؓ۔ ابو داؤدؒ۔ ابو داؤد شریف جلد اول صفحہ ۲۵۵، شمار ۱۳)

(۳۱) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ اس پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز واجب ہے، مگر مریض،

marfat.com

مسافر، عورت، بچہ اور غلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اِن پر نمازِ جمعہ فرض نہیں، پس جو شخص نمازِ جمعہ سے لاپرواہی اختیار کرے یا لہو ولعب میں مشغول رہے، یا تجارت میں محو رہے اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بے پرواہ تعریف کیا گیا ہے (جابرؓ دارقطنیؒ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۵۰، شمارہ ۱۲۸۷)

(۴۲) حضرت عطارؒ ابن عمرؓ جب مکہ میں جمعہ کی نماز پڑھ چکتے تو اپنی جگہ سے آگے بڑھ جاتے اور چار رکعتیں پڑھتے اور جب آپ مدینہ میں ہوتے تو جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر چلے جاتے اور گھر میں دو رکعت پڑھتے، مسجد میں نہ پڑھتے آپؓ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ کی روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت عطارؓ نے کہا میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھتے اور اس کے بعد چار رکعتیں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۲۲، شمارہ ۱۱۰۸)

(۴۳) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے دِنوں میں سے افضل دِن جمعہ کا ہے اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن اِن کی رُوح قبض ہوئی اور اسی دن قیامت آئے گی۔ پس تم اس دن درُود شریف مجھ پر کثرت سے پڑھو کیونکہ تمہارا درُود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اور میں تمہارے لئے بخشش کی دعا کرتا ہوں۔ (جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۲۵۵، بحوالہ ابوداؤد)

(۴۴) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سب سے پہلے (مسجد میں)

نماز (جمعہ) کو آئے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک اونٹ قربانی کے لئے مکے میں بھیجا، پھر جو اس کے بعد آئے وہ ایسا ہے جیسے کسی نے ایک بیل یا گائے کو قربانی کے لئے بھیجا۔ پھر جو اس کے بعد آئے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک مینڈھا بھیجا۔ پھر جو اس کے بعد آئے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے مرغی بھیجی پھر اس کے بعد جو آئے ایسا ہے جیسے کسی نے ایک انڈا بھیجا۔ (نسائی شریف جلد اول، صفحہ ۲۲۵، عن ابو ہریرۃؓ)

ترتیب جمعۃ المبارک

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوتے تو دروازے کی چوکھٹ پکڑ کر پڑھتے:۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ اَوْجَهَ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ وَاَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ وَاَفْضَلَ مَنْ سَئَلَكَ وَرَغِبَ اِلَيْكَ۔ (عمل الیوم واللیلۃ ابن سنی صفحہ ۱۰ شمار ۳۷۴)

ترجمہ: اے اللہ کر مجھے اپنی طرف متوجہ ہونے والوں سے اور زیادہ قریب قرب حاصل کرنے والوں میں سے اور زیادہ افضل تیری طرف سوال کرنے اور رغبت کرنے والوں میں سے۔

اذان ——— دعا بعد اذان

مسجد میں داخل ہو کر ۲ رکعت تحیۃ المسجد، ۴ رکعت سنت مؤکدہ

فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر جمعہ کے لئے آئے اور خطبہ سنے اور چپ رہے تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ بلکہ تین دن زیادہ کے۔ اور جو شخص کنکریاں ہٹائے (یعنی غیر ضروری حرکت کرے) اس نے بے ہودہ حرکت کی۔

(ابو ہریرہؓ۔ ابوداؤد، ابوداؤد شریف۔ جلد اول ص۲۵۲۔ شمار ۹۱۰)

جمعہ کی چار سنتیں پڑھ چکنے کے بعد سے لیکر جمعہ کی نماز کے فرض پڑھنے تک ہر نمازی اپنی جگہ خاموش بیٹھا ذکر و اذکار کرتا رہے اور خطبہ سنے کسی سے کوئی کلام نہ کرے۔

روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص مجھ پر جمعہ کے روز ایک سو بار درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی برس کے گناہ بخش دے گا۔ (العقول البدیع، صفحہ ۱۹۶)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر پڑھ کر اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے ۸۰ مرتبہ درود شریف پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا تو پڑھنے والے کے ۸۰ برس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اسی برس کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

(العقول البدیع صفحہ ۱۹۶)

marfat.com

امام سخاویؒ نے نقل کیا ہے کہ اس درود کا ثواب دس ہزار درود کے برابر ہے۔ (جذب القلوب فارسی از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صہ۔ ۲۲۶)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ وَرَحْمَةٌ

الٰہی درود بھیج سردار ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ پہلے سے نور ان کا اور رحمت ہے واسطے

لِلْعٰلَمِیْنَ ظُھُوْرُهٗ عَدَدَ مَا مَضٰی مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِیَ مِنْ سَعِدٍ

عالموں کے ظہور ان کا بے شمار ان کے گذر گئے مخلوق تیری سے اور جو باقی ہیں اور جو نیک بخت ہوئے

مِنْھُمْ وَمَنْ شَقِیَ۔ صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِیْطُ بِالْحَدِّ صَلٰوةً

اور ان میں سے جو بدبخت ہوئے۔ ایسا درود کہ گھیرے گنتی اور احاطہ کرے ساتھ حد کے، ایسا درود کہ

لَا غَایَةَ لَھَا وَلَا انْتِھَآءَ وَلَا اَمَدَ لَھَا وَلَا انْقِضَآءَ صَلٰوةً دَآئِمَةً

نہیں غایت واسطے اس کے اور نہیں انتہا اور نہیں تمام و بس ایسا درود کہ ہمیشہ ہو ساتھ ہمیشگی تیری

بِدَوَامِكَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ کَذٰلِكَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

کے اور بر آل ان کی کے اور اصحاب ان کے، اور سلام بھیج مثل ان کے،

(القول البدیع فی الصلوٰة علی الحبیب الشفیع۔ مطبوعہ بیروت۔ صہ ۱۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھے وہ شخص قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ نور ہو گا۔ اگر وہ نور ساری مخلوقات میں تقسیم کیا جائے تو سب کے لئے کافی ہو جائے۔ (القول البدیع صہ ۱۹۶)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے پڑھا اس درود شریف کو ایک دفعہ تو لکھے گا۔ اللہ واسطے اس کے ثواب حج مقبول کا، اور

marfat.com

اور ثواب اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ایک غلام آزاد کرنے کا۔ پس کہے گا اللہ تعالیٰ۔ اے میرے فرشتو یہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ ہے کہ اس نے زیادہ پڑھا درُود اوپر حبیب میرے **محمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ پس قسم ہے مجھے میری عزت کی اور جلال اپنے کی اور بخشش اپنی کی اور بزرگی اپنی کی اور بلندی اپنی کی کہ البتہ عطا کروں گا۔ میں اس کو ساتھ حرف کے جو درُود بھیجا اس نے ایک محل بیچ جنت کے اور البتہ آئے گا میرے پاس دن قیامت کے نیچے جھنڈے حمد کے کہ اس کے چہرے کی روشنی چودھویں رات کے چاند کے مثل ہوگی۔ اور اس کی ہتھیلی میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگی۔ یہ واسطے اس کے ہے۔ جس نے پڑھا اس کو ہر دن جمعہ کے' اس کے لئے یہ بزرگی ہے۔

یہ درُود شریف دلائل الخیرات میں جمعہ کے حزب میں ہے اور اَللّٰهُمَّ سَيِّدَنَا بِنُورِكَ الْجَمِيْلِ کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

مختصر ضروری احکام

• دُوسری اذان • خطبہ اول • خطبہ دوم • فرض جمعہ

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھے اسے چار رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ یہ حدیث حسن وصحیح ہے۔ یعنی علماء کا اسی پر عمل ہے۔ نیز روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ نیز روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے حکم دیا کہ

marfat.com

جمعہ کے روز دو رکعتیں اور پھر چار رکعتیں پڑھنی چاہیئیں۔

(ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۱۰۷، شمار ۴۷۶، عن ابوہریرہؓ)

سنت ۲ رکعت پھر ۴ رکعت

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد سورۃ اخلاص، فلق اور الناس سات بار پڑھے اللہ تبارک وتعالیٰ دوسرے جمعہ تک اسے برائی سے پناہ دیتے ہیں۔ (عمل الیوم واللیلۃ/ابن سنیؒ، صفحہ ۱۰۱، شمار ۳۷۵)

سُورۂ اخلاص ـــــ ۷ بار

سُورۂ فلق ـــــ ۷ بار

سُورۂ النّاس ـــــ ۷ بار

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے دِن جو شخص سُورۂ کہف پڑھے اس کے لئے اس جمعہ سے اُس جمعہ کے دِن تک ایک نُور روشن رہتا ہے۔

(ابی سعید خدریؓ/حاکم حصن حصین صفحہ ۵/۴۵۴)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو جمعہ کی رات میں اِس کو پڑھے۔ اس کے لئے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان کے برابر نور روشن ہوتا ہے۔

(ابی سعید خدریؓ/دارمیؒ - موقوفاً - حصن حصین ۵/۴۵۴)

marfat.com

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو سورہ کہف پڑھتا رہے گا اس کے لئے قیامت کے دن اس کی جگہ سے مکہ تک نور ہوگا اور جو اسکی آخری دس آیات پڑھتا رہے گا اور پھر دجال نکلے گا تو وہ اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (ابن سعیدؓ / طبرانی فی الاسرار، حصن حصین، صفحہ ۲۵۷/۵)

سُورۃ کہف ——— ۱ بار

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے کہ جمعہ کے دِن سورۃ ہود پڑھا کرو۔

(کعبؓ / دارمیؒ، مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۶۵، شمار ۲۰۵۲)

سُورہ ھُود ——— ۱ بار

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز جمعہ سے فارغ ہو کر سُبحَانَ العَظِیمِ وَ بِحَمدِہٖ ۱۰۰ بار پڑھے تو اللہ سبحانہٗ اس کے ۱۰ ہزار گناہ اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ بخش دیتے ہیں۔

(عمل الیوم واللیلۃ، ابن سنیؒ۔ عن ابن عباسؓ صفحہ ۱۰۱، شمار ۳۷۷)

سُبحَانَ اللّٰہِ العَظِیمِ وَبِحَمدِہٖ ۱۰۰ بار

(فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے)

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ

پھر جب نماز (جمعہ) پوری کر چکے تو (اس وقت اجازت ہے) تم زمین پر چلو پھرو، اور

marfat.com

فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (سورۂ جمعہ)

اللہ کی روزی تلاش کرو۔ اور اس میں بھی اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم کو فلاح ہو۔

جمعہ کی نماز پڑھ چکنے کے بعد جس صاحب کو یہ شک ہو کہ اس کا جمعہ نہیں ہوا اور وہ احتیاطاً ظہر پڑھنے کا معمول رکھتا ہو۔ وہ اپنے عمل کا مختار ہے،

عصر کی نماز کے بعد یہ درود شریف ۱۰۰ بار پڑھیں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر پڑھ کر اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا تو پڑھنے والے کے اسّی برس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اسّی برس کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے، (القول البدیع صـ ۱۹۶)

امروز سعید دوشنبہ ۷ رشوال المکرم ۱۳۸۷ ھجری المقدس

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حی　　یا قیوم

دار الاحسان

اللھم صل علی سیدنا
محمد و آلہ و عترتہ بعدد
کل معلوم لک استغفر اللہ
الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم
و اتوب الیہ

سلسلہ اشاعت
۱۸
دعوت و تبلیغ
الاسلام

آپ کی ہستی ناپائدار، فانی اور چند روز کی مہمان ہے

حاجی محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام التحافت الصحافت المقبول المصنفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

آپ کی یہ ہستی ناپائدار، فانی اور چند روز کی مہمان ہے

آپ کیا کرنے آئے تھے
اور کیا کر چلے ؟

آپ کیا لینے آئے تھے
اور کیا لے چلے ؟

ساری دُنیا میں کوئی تو آپ کا ہوتا ؟

آپ جب دُنیا سے رخصت ہوئے
پھر آپ کے کسی بھی چاہنے والوں میں سے کوئی
بھی آپ کا چاہنے والا نہ رہا ؟

کہاں ہیں وہ جو آپ کو دم بھر کے لئے بھی جدا کرنا گوارا نہ کرتے تھے ؟

آپ کی ساری عمر کی کمائی ہوئی جائداد
آپ کا جمع کیا ہوا سارا سرمایہ اور

marfat.com

آپ کے بنائے ہوئے فلک بوس محلات
کہاں ہیں ؟
اور کسے دے آئے ؟

اپنے پاس کیا لے کر آئے ہو ؟

دیکھ لینا

آج کے بعد پھر کسی نے تیرے پاس کبھی نہیں آنا۔
اور نہ ہی تجھے کسی نے یاد کرنا ہے

اب قیامت تک یہ گڑھا تیرا محل اور تیری ابدی آرام گاہ ہے

ستر سال رہ کر آئے ہو اس کی زینت کا بھی
کوئی سامان لائے ہو ؟
آپ نے جو اس گڑھے کی روشنی کا سامان بھیجا ہے
وہی آپ کو ملنا ہے۔

marfat.com

آپ کا بھیجا ہوا سامان ہی آپ کو یہاں ملنا ہے
پھر کہو گے

اے اللہ اے میرے رب ایک بار پھر سے مجھ کو دُنیا میں بھیج !
لیکن آپ کی یہ فرمائش پھر کبھی پُوری نہیں ہو گی

آج ہم آپ سے بار بار عرض کرتے ہیں کہ
اپنی اس زندگی کو غنیمت جانیں یہ زندگی
دوبارہ نہیں ملنی
لیکن آپ کب کسی کی سُنتے ہیں ؟
آپ کا بھیجا ہُوا مال ہی آپ کو ملنا ہے
جو چیز یہاں سے بھیجو گے وہی وہاں ملے گی
آپ اپنی کمائی کا ایک معقول حصّہ وہاں کام آنے کے لئے اللہ کے پاس جمع کراتے رہا کریں اور خوب یاد رکھیں جو چیز آپ نے اللہ کے پاس جمع کرا دی پُوری ملے گی۔ اس معاملہ میں " رسالہ انفاق فی سبیل اللہ" آپ کی رہنمائی کے لیے کافی ہے۔
جس طرح آپ اپنا سرمایہ
دُنیاوی بینکوں میں جمع کراتے ہیں اسی طرح اس کا ایک معقول حصّہ

marfat.com

اللہ کے بینک میں بھی باقاعدہ جمع کرایا کریں اور اللہ کا بینک اللہ کی راہ میں اللہ کے لئے اللہ کی غریب و مسکین و نادار مخلوق پہ خرچ کرنا ہے۔

جب آپ اس دُنیا سے اپنا سفر ختم کر کے آخرت کا سفر شروع کرنے لگیں گے۔ اس وقت آپ کو اس مال کی جو کہ آپ نے اپنے لئے آگے بھیجا ہوگا ضرورت پڑے گی۔

آپ کسی دن رات کو اپنے کسی دوست کی ملاقات کے لئے جا کر تو دیکھیں کہ وہاں کیا ہوتا ہے!

ماشاء اللہ چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوتا ہے۔

جن کی جدائی آپ کو گوارا نہ ہوتی

اور جن کے انتظار میں آپ کی آنکھیں تھک جاتیں

اُن کے پاس جانے تک کو جی نہیں چاہتا۔

اگر آپ رات کو اپنے پیارے کے حضور میں

حاضر ہو دیں تو دیکھیں

کہ جابجا جنگلی خزندے اپنے اپنے بلوں سے
باہر نکلے قبرستان کی سیر کرتے پھرتے ہیں

وہاں کسی محل کا کوئی صحن نہیں
نہ ہی در و دیوار میں کوئی روشن دان ہے

اللہ ! اللہ ! اللہ !

کیا یہ عبرت کا مقام نہیں کہ
آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں
اور کوئی پرواہ نہیں کرتے جیسے کہ
آپ نے وہاں جانا ہی نہیں ہوتا
اور جیسے کہ آپ کو وہاں کسی چیز
کی ضرورت ہی نہ ہو گی
اللہ فرماتے ہیں

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ

اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اسکو ملنی ہے گزران تنگی کی اور

marfat.com

نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ

لا دینگے ہم اسکو دن قیامت کے اندھا　　وہ کہے گا اے رب کیوں اٹھایا مجھ کو

اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ

اندھا اور میں تو تھا دیکھتا　　فرمایا یوں ہی پہنچی تھیں تجھ کو

اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ﴿۱۲۶﴾ (طٰہٰ)

ہماری آیتیں پھر تو نے ان کو بھلا دیا　　اور اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیں گے

گویا دونوں جہاں برباد ہوئے۔ دنیا میں تنگی کا جینا۔ اور آخرت میں قبر سے اندھا اٹھایا جانا۔ جسے آپ دنیا میں اللہ کی یاد سے غافل دیکھتے ہیں سمجھ لیں کہ وہ بڑے بُرے حالوں میں جی رہا، اگرچہ بظاہر آسودہ نظر آتا ہے۔

ہمارا کام آپ کی
اصلاح و فلاح ہے
جو بھی عمدہ نصیحت آموز بات ہمیں
آتی ہے بتانا ہے
سو سُنئے

marfat.com

آپ نے زیادہ سے زیادہ چالیس سال دُنیا میں زندوں کی طرح زندہ رہنا ہوتا ہے۔ باقی عمر بچپن و بڑھاپے کی ہوتی ہے۔ اس چالیس سالہ زندگی کو خوشگوار و کامیاب بنانے کے لیے آپ پورے سولہ سال رات دن ایک کرکے تعلیم حاصل کرتے ہو۔ والدین کا سارا روپیہ خرچ کروا دیتے ہو۔

لیکن جہاں قیامت تک آپ نے رہنا ہے۔ اس کے لئے کوئی بھی اہتمام نہیں کرتے۔

اللہ سبحانہ سے دُعا ہے آپ کی اولاد کو اعلےٰ درجہ کی صلاحیت وصالحیت عطا فرمائے۔ آمین

ویسے آپ کو ایک بار گھر سے رخصت کرکے پھر کسی نے بھی آپ کے پاس نہیں آنا اور بہت جلد آپ کو بھول جانا ہے۔ ہر کسی نے اپنے اپنے دھندوں میں اُلجھ کر رہ جانا ہے

اے مخاطب!

اے میری جان!

آپ سُنتے کیوں نہیں۔ کیا آپ نے ہمیشہ یہاں رہنا ہے؟

جی نہیں یہاں کسی نے بھی سدا نہیں رہنا۔

marfat.com

دراصل آپ کیا کریں۔ کوئی بھی شے آپ کے بس میں تو نہیں اب یہ معاملہ کس طرح سمجھائیں۔ سنئے ایک دفعہ حضرت سیّدنا عیسےٰ علیہ السلام ایک جنگل میں سے گذر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا ایک بوڑھا ہاتھ میں کدھال پکڑے کھیت میں نلائی کر رہا تھا۔ انہیں اس کے حال پہ ترس آیا اور اس کے دل کی طرف متوجّہ ہوئے۔ بوڑھے نے کدھال پھینک دی اور ایک درخت تلے جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے اس کے دل پر سے اپنی نظر اٹھالی۔ جونہی نظر اُٹھی بوڑھا پھر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کدھال پکڑی اور اپنے کام میں لگ گیا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام اس کے پاس پہنچے اور پوچھا بابا تم پہلے کھیت میں نلائی کر رہے تھے، پھر کدھال پھینک کر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے لیکن تھوڑی ہی دیر بعد پھر اپنے کام میں آ لگے۔ یہ کیا ماجرا ہوا۔ اس بوڑھے نے کہا کہ میرے بیوی بچے نہیں تن تنہا ہوں۔ میں نے اپنی زندگی میں تھوڑا تھوڑا کر کے کچھ سرمایہ جمع کیا ہوا ہے۔ میرے دل میں آئی کہ میں اس عمر میں کیوں ایسے کرتا ہوں اس کی بجائے کہیں بیٹھ کر اللہ اللہ کیوں نہیں کرتا۔ حالانکہ میرے کھانے دانے کے لئے میرے پاس میری زندگی کا سرمایہ موجود ہے۔ میرے دل کی یہ کیفیت چند منٹ ہی

marfat.com

اس کے بعد پھر بدل گئی۔ مجھے پھر خیال آیا کہ مجھے جب تک میری جان باقی ہے یہی کام کرنا چاہیئے۔ للذا میں نے پھر اپنا کام شروع کر دیا۔ سو بات یہ ہے کہ رزق عموماً کھانے کے لئے کم نہیں ہوتا جمع کرنے کے لئے کم ہوتا ہے۔ جب تک غفلت کا یہ حجاب نہیں اٹھتا کوئی بھی نصیحت کیا کام آسکتی ہے۔

دُنیا

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس و اکمل جناب رسولِ اکرم و اجمل اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بدن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ دُنیا میں یُوں رہو گویا ایک پردیسی ہو یا ایک مسافر ہو جو کسی راستہ سے گذر رہے ہو۔ اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ابن عمرؓ جب تم صبح کو اٹھو تو اپنے دِل سے شام کی باتیں مت کرو اور جب شام تک زندہ رہو تو اپنے دِل کو صبح کی خبر مت دو۔ بیمار

marfat.com

ہونے سے پہلے پہلے اپنی صحت میں سے کچھ لے لو اور مرنے سے پہلے اپنی زندگی سے کچھ لے لو۔ کیونکہ اے عبداللہؓ! تمہیں معلوم نہیں کہ کل تمہارا کیا نام ہوگا۔ (تم زندہ رہو گے یا مُردہ ہو جاؤ گے)

(ترمذی شریف، جلد دوم، صفحہ ۴۱، شمارہ ۱۹۵)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اِن چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز میں انسان کا کوئی حق نہیں۔ رہنے کے لئے ایک گھر۔ جن اعضائے بدن کو چھپانا ضروری ہے اُن کو ڈھانکنے کے لئے کپڑا۔ بغیر سالن کے روٹی اور پانی۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

(حضرت عثمانؓ بن عفان/ترمذی شریف، جلد دوم، صفحہ ۴۲، شمار ۲۰۳)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس واکمل جناب رسُول اکرم واجمل اطیب واطہر صلی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سُنا کہ۔

دُنیا ملعُون ہے

اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ مگر

اَللّٰہ کا ذِکر،

اور جس کو اللہ سبحانہٗ وجل شانہٗ وعم نوالہٗ پسند کرے اور عالم

marfat.com

یا متعلم (علم حاصل کرنے والا)   (یہ حدیث حسن غریب ہے)

(ترمذی شریف، جلد دوم، صفحہ ۳۹، شمار ۱۸۴)

حضرت مستورد بن شدادؓ فرماتے ہیں کہ میں اِن سواروں کے ہمراہ تھا جن کے ساتھ حضور اقدس و اکمل جناب رسولِ اکرم و اجمل اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے ایک مُردہ بچہ کے پاس کھڑے تھے۔ حضور اقدس و اکمل جناب رسُولِ اکرم و اجمل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ اپنے مالکوں کی نظر میں یہ اِس وقت ذلیل و حقیر ہو گیا ہے جو اُن لوگوں نے اس کو پھینک دیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِسے اِس کے گھر والوں نے ذلیل (روپے کا) سمجھ کر ہی باہر پھینکا ہے۔ حضور اقدس و اکمل جناب رسُول اکرم و اجمل اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دُنیا اللہ سُبحانہٗ وَجلّشانہٗ وَعم نوالہٗ کے نزدیک اِس سے بھی زیادہ ذلیل و بے وقعت ہے جتنا یہ اپنے گھر والوں کے نزدیک ذلیل و بے وقعت ہے۔

اِس باب میں حضرت جابرؓ اور حضرت عمرؓ سے بھی روایت ہے

marfat.com

حضرت مستورد بن شدادؓ کی حدیث حسن ہے۔

(ترمذی شریف، جلد دوم، صفحہ ۳۹، شمار ۱۸۳)

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس و اکمل جنابِ رسولِ اکرم و اجمل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اللہ سُبحانہٗ کے نزدیک دُنیا کی وقعت مچھر کے ایک پَر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی اِس سے نہ پلاتا۔

اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے۔ (یہ حدیث صحیح ہے اور اس طریقے سے غریب ہے)

(ترمذی شریف، جلد دوم، صفحہ ۲۹، شمار ۱۸۲)

موت

آپ کی موت کا وقت معیّن ہے۔ اس سے پہلے آپ کبھی مر نہیں سکتے۔ اگرچہ ساری دُنیا آپ کو مارنے کے درپے ہو۔ لیکن جب وہ معیّن وقت آجاتا ہے۔ پھر آپ کسی بھی طرح جی نہیں سکتے۔ اور کوئی بھی آپکو موت کے پنجے سے نہیں چھڑا سکتا۔ خوفِ مرگ انسان کو دُنیا میں بڑے بڑے کاموں سے باز رکھتا ہے۔ جان اللہ کی ہے اور اللہ ہی اِس جان کا محافظ و نگہبان ہے۔ زہے قسمت جو جان اللہ کی راہ میں اور اللہ ہی

marfat.com

کے لئے نکلے ۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوم! آمین!

○

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ
وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِکَ آمین

ترجمہ- اے اللہ نصیب فرما مجھے شہادت اپنے راستے میں اور دینا مجھے موت اپنے پیغمبر کے شہر میں- (الحدیث)

مراقبہ عند الموت

آپ رات کو یا جب آپ کو فراغت ہوا کرے چند منٹ یکسُو ہو کر یوں سوچا کریں کہ

میں نے ایک دن مر جانا ہے۔

دُنیا چھوڑ جانی ہے۔

پھر لوٹ کر کبھی اس دُنیا میں نہیں آنا۔

میرے عزیز واقارب میں سے کسی نے بھی میرے ساتھ نہیں جانا

marfat.com

اور نہ ہی میرے کسی مال نے میرے ساتھ جانا ہے۔
اُس دن مجھ سا بے یارو مددگار اور مفلوک الحال کوئی بھی نہ ہوگا۔
موت کے وقت یہ حسرت ہوگی کہ وہ کام کیوں نہ کیا جو آج اس وقت کام آتا۔
وہ مال جو میرے ساتھ نہیں جانا تھا میں نے کیوں جمع کیا۔
کیا ہی خوب ہوتا جو وہ کام کرتا جو آج کی رات یہاں کام آتا

اگر مجھے یہ پتہ ہوتا

کہ یہ مال میرے ساتھ نہیں جانا، یہیں رہ جانا ہے۔ میں اُسے ضرور اللہ کی راہ میں خرچ کرتا، جو آج یہاں کام آتا۔

جن کے ساتھ

اور جن کے لئے ساری عمر گذاری۔ وہ ایک بھی رات میرے پاس نہ رہے — اور مجھے اللہ کے حوالے کر کے فوراً اپنے گھروں کو لوٹ آئے

اُس وقت آپ یہ کہیں گے

اگر مجھے دُنیا میں یہ پتہ ہوتا کہ میرے ساتھ ایسے ہونا ہے

marfat.com

تو اللہ کے سوا کسی اور کو دوست نہ بناتا۔ اور نہ ہی کوئی مال جمع کرتا۔ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا۔ اگر ایسے جیتیا اور

ایسے کرتا تو کیا خوب ہوتا۔

آپ کے لئے دُعا کی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے آپ کو اس مراقبہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور

اس کے انوار سے آپ کے دل کو منوّر فرمائے۔

یا حیّ یا قیّوم　یا حیّ یا قیّوم　یا حیّ یا قیّوم

آمین

○

امروز سعید جمعۃ المبارک ۲۵ شوال المکرم ۱۳۸۷ ہجری المقدس

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حی — یا قیوم

دار الاحسان

اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا
محمدٍ و آلہٖ و عترتہٖ بعدد
کلّ معلومٍ لک استغفر اللہ
الذی لا الٰہ الا ھو الحیّ القیوم
و اتوب الیہ

سلسلۂ اشاعت
۱۹
دعوت و تبلیغ

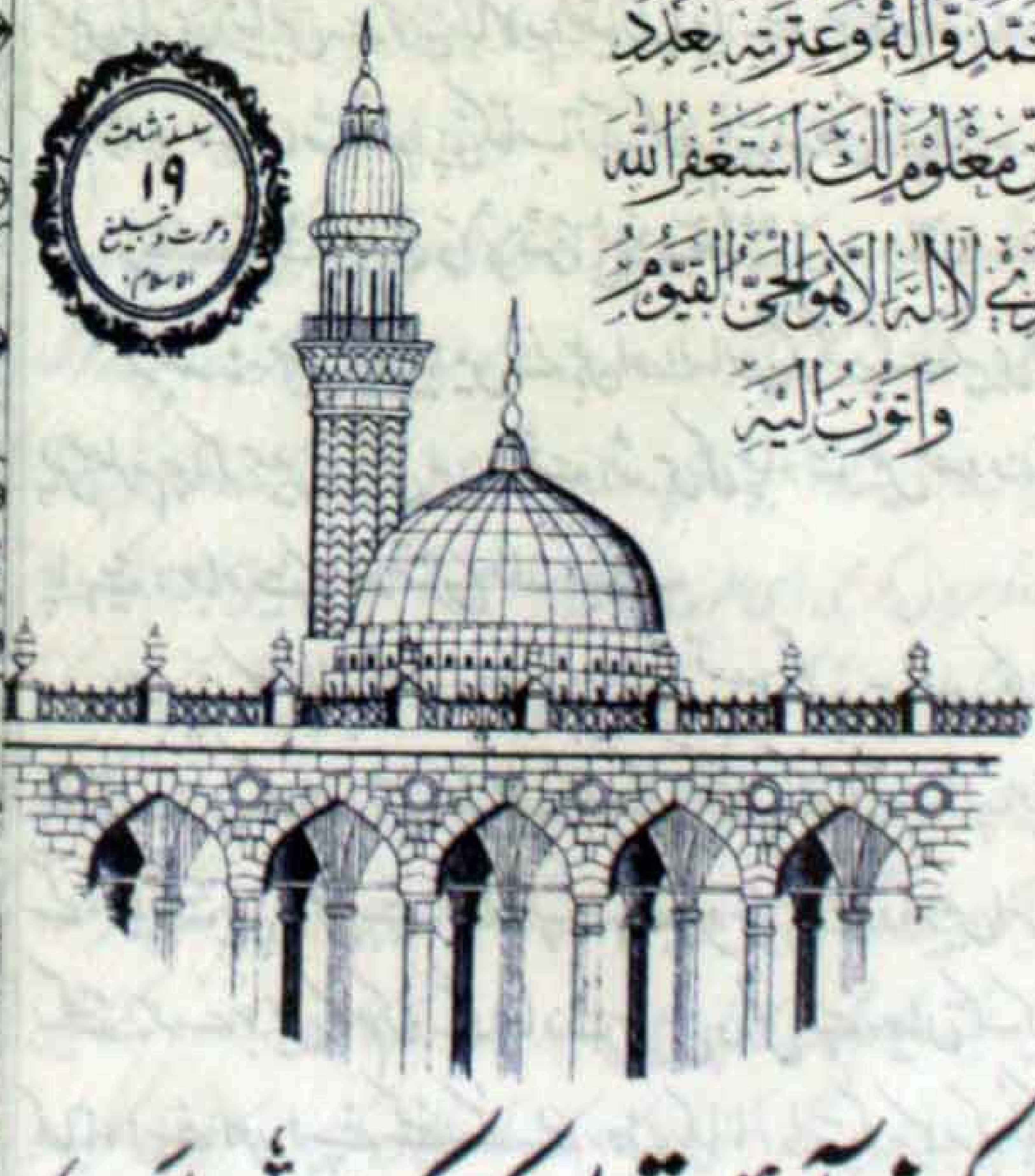

ہم کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر رہے ہیں

محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام الثقافت العظمت المقبول المصطفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

marfat.com

آپ اپنے اللہ ہی سے پوچھے کہ آپ کیا کرنے دنیا میں بھیجے گئے ہو، آپ کے متعلق اللہ ہی کا فیصلہ کہ آپ کو کس کام کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ چاہے دُنیا میں لاکھوں قسم کے کام ہیں۔ ہم اپنے آپ کیونکر اپنی منزل کا انتخاب کر سکتے ہیں، کہ ہمیں ساری دنیا میں سے کون ساکام اختیار کرنا چاہیئے۔ جو کام اللہ بتائے ہمیں وہی کام کرنا چاہیئے۔ اللہ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں بندوں کو فرمایا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ط (پ ۲۷ ع ۳، الذٰریٰت، آیت ۵۶)

ترجمہ :- نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انسانوں کو مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں"

پس معلوم ہوا کہ ہمیں ہر حال میں ہر وقت اللہ ہی کی عبادت میں مصروف و مشغول رہنا چاہیئے۔ عبادت کا لفظ تشریح طلب ہے۔

عبادت کا مطلب محض نماز، روزہ و دیگر تسبیح و تحمید ہی نہیں، بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے ماتحت آپ جو بھی کام کریں گے، عبادت میں داخل ہے۔ مثلاً آپ اپنے ہر دنیاوی کاروبار میں امر و نہی کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بھی کام کرو گے عبادت ہی میں داخل ہے۔ یہاں تک کہ آپ کا کھانا کھانا، اپنے اور اپنے کُنبے کے لئے روزی کمانا، رات کو ہر کام کر چکنے کے بعد جسم کو آرام پہنچانے کے لئے سونا عبادت ہی میں شامل ہے۔ بہترین عبادت نماز پڑھنا، قرآن کی تلاوت کرنا، تسبیح و تحمید کرنا، اللہ سے دعائیں مانگنا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا ہے۔ جن کاموں سے منع کیا گیا ہے، باز رہنا

اور جن کاموں کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کا کرنا عبادت ہے۔ یہ آپ کی انفرادی عبادت ہے۔ اس سے آپ کی ذات کو نفع پہنچے گا۔ انشاء اللہ آئندہ یہ حکم غور سے سنیں،

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں ہ

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؕ (پ۴، ع۲، آل عمران، آیت ۱۰۴)

ترجمہ:۔ "اور تم میں ایک جماعت ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کرے اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے۔ ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے"۔ جب آپ نے اپنے اعمال درست کر لئے تو پھر حکم ملتا ہے کہ آپ دوسروں کو بھی اسی طرح اللہ کی عبادت کا حکم دیں۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو فرمایا ہے کہ آپ ایک ایسی جماعت بنائیں جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرنے کو کہا کرے اور برائی کے کاموں سے روکا کرے اور پھر فرمایا کہ ایسے لوگ یعنی ایسی جماعت کے وہ لوگ جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ نیک کام کرنے کو کہتے ہیں۔ اور برائی کے کاموں سے روکتے ہیں پورے کامیاب ہوں گے۔ کسی اور کام کرنے والوں کو پوری کامیابی کا یہ درجہ نہیں دیا گیا جو انہیں دیا گیا ہے جو اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلائیں، گویا اللہ کو پسند ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلائیں۔ نیکی کے کاموں کا حکم دیں اور برائی کے کاموں سے روکیں،

marfat.com

آپ کو واضح ہو کہ آپ کے ذمہ کیا کام ہیں، آپ کے کام ہیں اللہ کی عبادت کرنا۔ اور پھر بندوں کو اللہ کی طرف بلانا، نیک کام کرنے کا حکم دینا اور برائی کے کاموں سے روکنا ہے۔ پھر فرمایا کہ بلاؤ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعے سے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے،

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط (پ۱۴ ع۲۲، النحل، آیت ۱۲۵) سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ،

دو سطروں میں مبلغ کے لئے علم و حکمت کے خزانے کھول دیئے یعنی بندوں کو اللہ کی طرف نہایت علم و حکمت سے بلائیں۔ ادب، محبت، احترام اور پورے اکرام سے بلائیں، جب بھی کسی کو کوئی نیکی کی بات بتانی ہو یا کسی کو کسی برائی سے روکنا ہو، تو نہایت حلم و ادب سے تلقین کریں۔ جہاں تک ہو سکے علیحدگی میں بتائیں۔ اور ہر کسی کا پورا پورا احترام رکھیں، کسی بھی معاملہ میں ہتک آمیز کلمات استعمال نہ کریں، غرضیکہ جو بھی عمدہ طریقہ استعمال کر سکیں کریں، باوجود اس کے اگر کوئی آپ کا مضحکہ اڑائے یا آپ کو برا بھلا کہے، یہاں تک کہ آپ کو کوئی گالی تک دے، دھکا دے یا بے عزتی کا کوئی اور حربہ استعمال کرے تو آپ کہنے والے کی کسی بات کو برا نہ منائیں۔ اس میں اپنی بھلائی تصور کریں، مثلاً یوں خیال کریں کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اسی میں آپ کی بہتری ہے۔ آپ میں کوئی کمی ہے جو آپ کو یہ ایسے کہہ رہا ہے۔ اور یہ سوچیں کہ ہمارے

marfat.com

آمادہ ہوں۔ حضور اقدس و اکمل صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دین کو پھیلانے کے لئے کیا کیا مصیبتیں جھیلیں، کیسی کیسی دشوار گھاٹیوں سے گذرے۔ لیکن ہر حال میں صبر اور شکر کیا، کسی معاملہ میں اور کبھی بھی غضبناک نہ ہوئے، ہر معاملہ میں شفقت سے سمجھاتے رہے اور ہمارے ساتھ تو کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔ آپکا کام نیکی کے کاموں کو تبلانا اور برائی کے کاموں سے منع کرنا ہے، اور جیسے بھی ہو سکے بندوں کو اللہ کی طرف لانا اور اللہ کے دین کے احکام سکھلانا ہے۔ اختلافی مسائل میں بحث و مباحثہ آپ کا کام نہیں، جس اختلاف پر ائمہ کرام متفق نہ ہو سکے، آپ کیونکر ہو سکتے ہیں؛ ان سب کا صرف ایک جواب یہ ہے کہ دین میں بہت سے مجتہد ہوئے، جن میں چار مشہور ہیں:-

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

یہ چاروں مجتہدین کرام سیدھی راہ پر ہیں، اسی طرح ان چاروں اماموں کے مقلدین بھی سیدھی راہ پر ہیں۔ اس سے زیادہ تحقیق اسلامی اتحاد کے منافی ہے۔ قرآن و سنت کے جو احکام کسی ایک امام اور اس کے مقلد کو لاگو ہیں؛ اسی طرح دوسروں کو بھی لاگو ہیں۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔

(پارہ: ۶، سورہ مائدہ، آیت: ۳، ع: ۵)

ترجمہ :۔ آج کے دن تمہارے لئے تمہارا دین مکمل ہو چکا ہے اور تم پر میں نے اپنا احسان پورا کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین مکمل ہو چکا۔ کوئی بھلائی ایسی باقی نہیں رہی جس کا کہ حکم نہیں دیا گیا۔ اور کوئی بھی ایسی برائی نہیں رہی جس سے کہ نہیں روکا گیا۔ احکام میں کوئی اختلاف نہیں فقہی مسائل کا اختلاف فروعی ہے، بنیادی نہیں۔ چاروں مجتہدین کرام اپنی اپنی جگہ سیدھی راہ پر ہیں۔ چونکہ کسی ایک کی تقلید ضروری ہے۔ بندہ حضرت امام اعظمؒ کا مقلد ہے۔ لیکن دیگر ائمہ کرام کا بھی جان و دل سے عقیدت مند ہے۔ دین کی جو خدمات انہوں نے کیں۔ کوئی دوسرا قیامت تک نہیں کر سکتا۔ آپ ائمہ کرام میں سے کسی کی بھی شان میں کسی بھی معاملہ میں کوئی کلام دل میں نہ لائیں۔ اور دین اسلام کی کسی درس گاہ کے خلاف کسی بھی قسم کی کوئی گستاخی نہ کریں۔ بلکہ دین کا کام کرنے والوں کی ہر ممکن امداد کریں۔ جو خدمت آپ سے ہو سکتی ہو کریں۔ اور کچھ نہیں تو زبانی حوصلہ افزائی کریں۔ لیکن بھول کر بھی مخالفت نہ کریں۔ دین کے کام کرنے والوں کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے۔ اللہ کی مخالفت کی کون تاب لا سکتا ہے۔

marfat.com

دین کے کسی ادارے کی شان میں ہتک آمیز کلمات نہ کہیں۔ اپنے ذاتی اختلاف کو دین کی آڑ میں نہ آزمائیں۔ اگر منصفانہ غور کیا جائے تو ہم ایک دوسرے سے دینی امور کے اختلاف کی بدولت نہیں بٹتے، بلکہ ذاتیات کی بدولت بٹتے ہیں۔ دینی احکام میں کوئی اختلاف نہیں، ہمیں ایک دوسرے سے اختلاف ہے، ذاتی اختلافات کو دینی اختلافات قرار نہ دیں۔ جب آپ اللہ کے لئے اللہ کے دین اسلام کے کاموں میں مصروف ہوں گے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہوگا۔ آپ کو کسی سے بحث مباحثہ کی ضرورت ہی کیا۔ جو بات آتی ہو بتا دو اور ہر کسی کو بتا دو۔ ایک مدت اس حال میں گذارنے کے بعد اللہ کی طرف سے نصرت اور فتح دین کی تبلیغ کے شامل حال ہو جائے گی اور پھر لوگ فوج در فوج اللہ کے دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر اس وقت یہ فخر نہ کریں کہ یہ آپ کی کوشش و محنت کا نتیجہ ہے۔ بلکہ اسے اللہ ہی کی طرف سے سمجھتے ہوئے اللہ کی تسبیح و تحمید بیان کریں اور توبہ کریں بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے والے غفور رحیم ہیں اور توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

ایک بار پھر غور سے سُنیں کہ دین مکمل ہو چکا۔ کوئی ایسی بھلائی باقی نہیں رہی جس کا کہ حکم نہ دیا گیا ہو۔ اسی طرح برائی بھی کوئی ایسی باقی نہیں رہی جس سے منع نہ کیا گیا ہو۔ اور ساری عمر آپ کو ایسی کوئی بھی بات یا معاملہ پیش نہیں آتا جس

کا کہ جواب آپ کو قرآن و سنت میں سے نہیں ملتا۔ دین کی تکمیل کا اعلان ہو چکا کسی چیز کی تکمیل کا اعلان اسی وقت ہوتا ہے جب کہ وہ ہر اعتبار سے مکمل ہو جائے جس میں مزید رد و بدل کی کوئی گنجائش ہی نہ ہو۔ یہ بیان سلسلہ اتحاد کی ایک مضبوط کڑی ہے۔ اس کے بغیر ہمارا متحد ہونا غیر امکانی ہے۔ اگرچہ ناممکن نہیں تفصیلاً سُنئے چاروں آئمہ کرام سیدھی راہ پر ہیں۔ ان میں سے آپ جس کی بھی تقلید کریں گے حق ہے۔ آپ فقہی مسائل میں جس بھی امام کے مقلد ہوں دُوسرے امام صاحبؒ کے مقلد کو کسی بھی اعتبار و انداز سے کم خیال نہیں کر سکتے۔ ایک امام صاحبؒ کا مقلد دوسرے امام کے مقلد کے پیچھے نماز پڑھنے کو غنیمت سمجھے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ ایک امام صاحبؒ کے فقہ کے مقلد کی نماز دُوسرے امام کے مقلد کے پیچھے نہیں ہوتی۔ جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک نماز ہوا کرتی تھی۔ اس زمانہ میں بہترین مسلک چاروں اماموں کا مسلک ہے۔ جس امام کی رائے کسی معاملہ میں تقویٰ کے زیادہ قریب ہو اس پر عمل کریں۔ کسی مسلک کو کبھی بُرا مت کہیں۔ ہمیں کیا حق حاصل ہے کہ ائمہ کرام کے کسی مسلک کو بُرا کہیں۔ بندہ ہر معاملہ میں اپنے تئیں بُرا کہتا ہے۔ نفس کی کثافت بندہ کو دوسرے کو بد سمجھنے پر مجبور کرتی ہے۔ ورنہ ائمہ کرام کے کسی مسلک کو ہمیں بد کہنے کا کیا حق حاصل ہے۔ مذہب کے موجد ائمہ کرام ہیں۔ جیسے انہوں نے رائے دی جاری ہوا۔ یہ مذہبی بحران دن بدن وسیع ہوتے جا رہے ہیں۔ غیر ضروری امور پر

marfat.com

اختلافات کی بنیادیں مستحکم کی جا رہی ہیں۔ ہم اللہ اور اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تو پرواہ نہیں کرتے، دُور کی باریک باتوں کو جن کے بغیر بھی دین مکمل ہے لے بیٹھے ہیں اور ہر مذہب کا انحصار چار باتوں پر ہے۔

۱۔ اطاعتِ حکم

۲۔ محبّت

۳۔ فتویٰ

۴۔ تقویٰ

جب تک کسی کو چاروں مقامات پر عبور حاصل نہیں کسی مذہب سے پورا واقف نہیں اور نہ ہی کوئی فیصلہ دے سکتا ہے۔

جس نے حکم کے مطابق کوئی بات کہی، درست کہی۔

جس نے محبت کے ماتحت کچھ کہا، درست کہا۔

جس نے فتویٰ کے مطابق کوئی بات کہی، سچ کہی۔

اور اسی طرح جس نے تقویٰ کے مطابق کوئی بات کہی اس نے بھی سچ کہی مثلاً فتویٰ میں مال کے چالیس روپے میں ایک روپیہ زکوٰۃ کا حکم ہے، اور تقویٰ میں کسی کے پاس کبھی بھی کوئی روپیہ جمع ہونا روا نہیں۔ ہر کسی کی اس حال میں شام ہو کہ کل کے لئے نہ کچھ جمع ہو نہ فکر ہو اور نہ ہی جی اُٹھنے کی اُمید۔

اسی طرح حکم و محبت کی تمثیل ہے، کسی پہ حکم غالب ہے، کسی پہ محبت، جس

پہ حکم غالب ہے، درست ہے۔ اسی طرح جس پہ محبت غالب ہے۔ وہ بھی درست ہے، جیسے پہلے بتایا جا چکا ہے سالک پہ حکم غالب ہوتا ہے اور مجذوب پر محبت، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پر حکم غالب تھا اور شاہ منصورؒ پہ محبت، اور جو ان سب سے آزاد ہوا آزاد ہے۔ جیسے کسی کے جی میں آئے کہے کون روک سکتا ہے اور دین میں اس کے کہنے کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے

بولے ہوئے بول کا بدلہ ملتا ہے۔ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کرے ہم اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔ نہ کہ (آپس میں) ایک دوسرے کی طرف، اور جب تک ہم اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے (آپس کی) منافرت کیونکر ختم ہو سکتی ہے۔ اور بعض وقت تو ہم اس طرح ایک دوسرے کے پیچھے پڑتے ہیں۔ جیسے کہ ہم اس کے رب ہوتے ہیں اور ہم نے ہی اس سے حساب لینا ہوتا ہے۔

جو اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر اسے کسی دوسرے سے کوئی نفرت نہ رہی۔

یہ انسانی فطرت کا خاصا ہے کہ ہر راہی راہ میں ساتھی کا متلاشی ہوتا ہے اگر کوئی راہی اسے مل جاتا ہے اسے مل کر خوش ہوتا ہے۔ لیکن اللہ کی راہ کے راہیوں کا یہ معاملہ عجیب ہے کہ کسی دوسرے کو ملنا تک پسند نہیں کرتے جیسے کہ کوئی راہی ہی نہیں اور نہ ہی کوئی راہ ہے۔ ہر راہی راہ میں ساتھی کو پا کر خوش ہوتا ہے اگرچہ کافر ہو۔ اور اس سے بڑے پیار سے پوچھتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو اور کہاں جانا ہے۔ پھر دونوں آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ

marfat.com

جہاں کسی نے پہنچا ہوتا ہے۔ پہنچ جاتا ہے اور دوبارہ ملنے کی اُمید لے کر ایک دوسرے سے جُدا ہوتے ہیں۔

سوادِ اعظم

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ (یعنی تمام زمانہ کے لوگوں سے میرے زمانہ کے لوگ اچھے ہیں۔ پھر ان کے بعد والے پھر ان کے بعد والے) ——— اس حدیث میں تین قرن مذکور ہیں۔ بزرگانِ سلف نے ان کی تفصیل اس طرح کی ہے کہ قرنِ اوّل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ بعثت نبوی سے ۱۱۰ھ تک قرنِ ثانی ۱۱۰ھ سے ۱۷۰ھ تک یہ تابعین کا عہد کہلاتا ہے یعنی ان بزرگوں کا زمانہ جنہوں نے تابعین کو دیکھا ہے۔ دینِ اسلام اور قوانینِ شریعت کی جس قدر تدوین و توضیح و تشریح ہوئی ہے وہ انہی قرونِ ثلاثہ کے بزرگوں کی سعی کا نتیجہ ہے۔ ان قرونِ ثلاثہ کے ائمہ اور بزرگوں کے اقوال و افعال اسلام میں حجت ہیں۔ قرونِ ثلاثہ کے بعد بھی بہت سے آئمہ و فقہا ہوئے ہیں۔ مگر

marfat.com

وہ حضرات قرونِ ثلاثہ ہی کے بزرگوں کے قدم بقدم چلے ہیں اور ان ہی پر کامل اعتماد کرتے ہوئے ان کی پیروی میں ہدایت کو منحصر سمجھا ہے۔ اب ہر دَور کے متعلق فقہ اسلامی کی تدوین و ترویج کا حال مختصر طور پر ملاحظہ کریں۔

فقہ کا پہلا دَور

دنیا میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہو سکتی جس میں مخلوق کی موجودہ اور آئندہ تمام ضرورتوں کے لیئے اصول اور جزئیات موجود ہوں سوائے اللہ تبارک تعالیٰ کی کتاب کے کیونکہ ایسے ہمہ گیر اصول کا بیان کرنا انسانی علم اور قدرت سے باہر ہے اور سوائے علیم اور خبیر خدا کے دوسرے سے ممکن نہیں۔ یہ بات بالکل اظہر من الشمس ہے کہ صرف کلام خداوند حمید قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کا ایک ایک نقطہ یومِ نزول سے لے کر آج تک محفوظ ہے اور اس میں ایسے تمام اصول مذکور ہیں جن سے ہر پیش آمدہ ضرورت کا بآسانی حل ہو سکتا ہے۔ اس کا ہر اصول اٹل ہے۔ نزولِ قرآن کے وقت سے لیکر اب تک قریباً چودہ سو سال کے عرصے میں دنیا نے ہزاروں رُوپ بدلے حکومتوں اور سلطنتوں کے لاتعداد قوانین میں تغیر و تبدل ہوتا رہا۔ لیکن قرآنی اُصول جوں کے توں قائم رہے اور وہ ہر حالت میں ہر ملک اور قوم کے لئے کافی اور مناسب حال رہے۔ جس شخص کو شریعتِ اسلام سے تھوڑی سی بھی واقفیت ہو گی۔ اس کو اس امر کے قبول کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہو گا کہ شریعت اسلام ایک مستحکم قانون ہے اور اس میں یہ استحکام

marfat.com

صرف اس لئے ہے کہ اس کے اصول منزل من اللہ ہیں، اور ان کی تشریح و توضیح مؤید من اللہ بزرگوں کے روشن دماغوں اور پاک ہاتھوں نے کی ہے اس قانون شریعت کا دوسرا نام فقہ ہے۔ اعمال و افعال کے متعلق احکام کا بیان کرنا فقہ کا کام ہے یہ علم کتاب و سنت کے مقرر کردہ اصولوں سے ماخوذ و مستنبط ہے۔ یعنی جو احکام کتاب و سنت کے مبادی و اصول سے نکالے جاتے ہیں۔ فقہی کہلاتے ہیں اور فقیہہ اس عالم دین کو کہتے ہیں جو احکام شرعیہ میں شرائط اجتہاد کے مطابق غور و خوض کرکے ان کے حقائق معلوم کرے اور مشکلات کو حل کردے۔ چونکہ کتاب و سنت میں تمام انسانی ضروریات کے لئے اصول موجود ہیں اس لئے فقیہہ کی حیثیت موجد کی نہیں بلکہ مفسر و شارح کی ہے۔ فقیہہ کو اپنی طرف سے کسی چیز کے ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ کیونکہ اس کو سب کچھ کتاب و سنت میں ملتا ہے۔ جب سے اسلام ہے تب ہی سے فقہ اسلامی ہے کیونکہ نزول قرآن کا سلسلہ تیئس برس تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں جب کوئی ضرورت پیش آتی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی احکام کے منشاء کو اپنے اجتہاد سے واضح فرمادیتے تھے۔ اسی طرح حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نئے نئے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد سے کام لے کر ان کو حل کیا۔

marfat.com

فقہ کا دوسرا دور

اس کے بعد ۱۱ھ تا ۱۷۰ھ فقہ کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے جو تابعین کا زمانہ ہے۔ اس دور میں اصولِ فقہ اور تدوینِ فقہ کا خیال سب سے پہلے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو ہوا۔ اسلام کی اس سچی اور خاص شدید ضرورت پر باوجودیکہ اس زمانہ میں اور بھی جلیل القدر ہستیاں موجود تھیں۔ مگر سب سے پہلے باقاعدہ طور پر ابو حنیفہؒ نے تدوینِ فقہ کی ایک مجلس قائم کی اور بتیس ۳۲ برس میں مسائلِ فقہ کا ایک بہت بڑا مجموعہ مدوّن و مرتب ہو گیا۔ امام سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے تیرہ ۱۳ لاکھ مسائل مدوّن کئے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے معاصر ائمہ مجتہدین بھی اس مجموعہ سے استفادہ کرتے تھے۔ مشہور بزرگ حضرت امام سفیان ثوریؒ نے کتاب الرہن کی نقل امام صاحب سے حاصل کی تھی۔ نضر ابن شمیل کا قول ہے کہ لوگ فقہ سے غفلت میں تھے۔ امام ابو حنیفہؒ نے ان کو بیدار کر دیا۔ (الصحیفہ للسیوطی و خیرات الحسان) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ کو فقہ کی توفیق دی گئی ہے (خیرات الحسان) پہلے پہل جنہوں نے فقہ کو مدون کیا اور ابواب و کتب کی ترتیب دی۔ وہ ابو حنیفہؒ ہیں اور امام مالکؒ نے موطا میں انہیں کا اتباع کیا ہے (خیرات الحسان)، امام شافعیؒ کا مشہور قول ہے۔ اَلنَّاسُ فِی الْفِقْهِ عَيَالٌ عَلٰی اَبِیْ حَنِيْفَة۔ یعنی لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے عیال (پروردہ) ہیں (اکمال فی اسماء رجال المشکوٰۃ

marfat.com

الغرض آئمہ مجتہدین مؤید من اللہ تھے اور انہوں نے کمال احتیاط و دیانت سے مسائل فقہ کو قرآن وحدیث سے اخذ کیا اور اس میں جو کمی رہ گئی وہ اُن کے تلامذہ اور آئمہ مابعد نے پوری کر دی۔

اور فقہ کے تیسرے دَور کے فقہا اور مجتہدین نے پہلے دَور کے آئمہ اور مجتہدین کی ہی پیروی میں اور تقلید میں سعادت سمجھی اور سابقہ فقہ کی ہی ترویج و اشاعت میں بہت بڑا کام کیا۔ حضور رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق ان ہر سہ خیر القرون کے بعد نہ اس درجہ کا علم و فضل رہا اور نہ وہ تقویٰ و طہارت ہی حاصل ہوا۔ نہ وہ فراست و دیانت رہی اور باوجود سعی و کوشش بلیغ کے بھی ان مراتب تک پہنچنا ممکن نہیں۔ اس لئے امّت کسی کی تقلید پر مجبور ہوئی اور دوسرے لفظوں میں شرعی ضرورت کی بنا پر تقلید آئمہ کو اختیار کرنا لازم ہوا مختصر یہ کہ قرن ثالث کے بعد فقہ اسلام کی کوئی مجتہدانہ توضیح نہیں ہوئی بعد کے تمام فقہا و آئمہ خیر القرون کے مجتہدین کی تالیفات کی تشریح کے دائرے میں محدود رہے۔ غرض اسلام کی خدمت کی توفیق خداوند ذوالجلال نے اپنے بہت سے مقدس بندوں کو عطا فرمائی اور ان بزرگوں نے صدق و اخلاص سے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ بالآخر یہ چار مذاہب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، مستقل طور پر منصۂ شہود پر آ گئے اور اہل حق اہلسنت والجماعت کا ان چاروں کے حق ہونے پر اتفاق اور اجماع ہو گیا۔ یہ اجماع دوسری صدی کے آخر

ہیں قرن ثالث میں ہوا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ نے اپنی کتاب ۔ ۔ ۔ ۔ میں تحریر فرمایا ہے۔ وَلَمَّا اِنْدَرَسَتِ الْمَذَاهِبُ الْحَقَّةُ اِلَّا هٰذِهِ الْاَرْبَعَةِ كَانَ اِتِّبَاعُهَا اتِّبَاعًا لِلسَّوَادِ الْاَعْظَمِ وَالْخُرُوجُ عَنْهَا خُرُوجًا عَنِ السَّوَادِ الْاَعْظَمِ۔

(حنفی رح، مالکی رح، شافعی رح، حنبلی رح) دوسرے مذاہب حقہ معدوم ہو گئے تو انہیں چاروں کا اتباع سوادِ اعظم کا اتباع ٹھیرا اور ان سے نکلنا سوادِ اعظم سے نکلنا ہوا۔ اور علامہ ابنِ خلدون نے مقدمہ تاریخ میں لکھا ہے۔ ووقف التقلید فی الامصار فی الامصار عند ھؤلاء الاربعۃ ودرس المقلدون لمن سواھم وسد الناس باب الخلافِ وطرقہ الخ۔

(یعنی دیار و امصار میں انہیں ائمہ اربعہ پر تقلید ٹھیر گئی اور ان کے سوا جو امام تھے ان کے مقلدین ناپید ہو گئے اور لوگوں نے اختلافات کے دروازے اور راستے بند کر دیئے۔

یا حیّ یا قیّوم

marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

ان چاروں مذہبوں کے اختیار کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور ان سب سے روگردانی کرنے میں بڑا فساد ہے اس کے بعد شاہ صاحبؒ نے تین وجوہ بیان کی ہیں۔

۱۔ امت کا اجماع ہے کہ معرفت شریعت میں سلف کا اتباع کریں اور یہ مذاہب اربعہ چونکہ اقوال سلف سے بسند صحیح ماخوذ ہیں۔ تمام مسائل منقح ہیں اس لئے ان کا اتباع ضروری ہے۔

۲۔ حدیث میں ہے۔ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الاَعْظَمَ اور تمام مذاہب ختم ہو کر صرف چار ہی رہ گئے۔ سوادِ اعظم انہی چار کی اتباع ہوئی۔ لہذا اتباع مذاہبِ اربعہ لازم ہوئی۔

۳۔ زمانہ طویل ہو گیا۔ امانتیں ضائع ہو گئیں۔ لہذا علمائے سُوء یا ایسے لوگوں کی پیروی نہ چاہئے جن کے متعلق متحقق نہیں کہ شرائط اجتہاد موجود ہیں یا نہیں۔ اس لئے مذاہب اربعہ مشہورہ مطبوعہ ہی کی پیروی کی جائے۔

(تاریخ علم فقہ مؤلفہ عمیم الاحسان صاحب)

مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۳۰

marfat.com

یحیٰی بن سعیدؒ سے مروی ہے حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ نے کہا۔ کہ جو کوئی اپنے دین کو بحثوں کا نشانہ بناتا ہے۔ اس کا اعتقاد بھی ڈانواڈول ہو جاتا ہے (صنہ۱۸۱ العلم والعلماء ترجمہ جامع بیان العلم مطبوعہ دہلی)

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہدایت پا جانے کے بعد وہی گمراہ ہوتے ہیں جنہیں بحث و جدال میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ (ایضاً صہ۱۸۱)

عبداللہ بن حسنؒ کا مقولہ ہے۔ بحث مباحثے سے پرانی دوستیاں غارت ہو جاتی ہیں اور محبت کی گرہیں کھل کر بغض و عداوت کی گرہیں بن جاتی ہیں، مباحثے کا کم سے کم نقصان یہ ہے کہ ہر فریق غالب آنے کی خواہش رکھتا ہے اور اس خواہش سے بڑھ کر پھوٹ ڈالنے والی کوئی چیز نہیں (ایضاً صہ۱۸۹) یا حی یا قیوم

اور علامہ ابن امیر الحاج شرح تحریر مطبوعہ مصر صہ۳۵۲ جلد ثالث میں تحریر فرماتے ہیں والحاصل ان ھٰؤلاء الاربعۃ اخرقت بھم العادۃ علیٰ معنی الکرامۃ عنایتہ من اللہ تعالیٰ بھم الخ۔ حاصل یہ ہے۔ کہ آئمہ اربعہ کی تقلید میں مذاہب کا انحصار رحمت الٰہی سے بطور خرق عادت اُن کی کرامت کی دلیل ہے۔

صحابہ و فقہائے مجتہدین کا اختلاف

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آئمہ و فقہا مجتہدین کے اختلاف سے مراد

مخالفت نہیں۔ کیونکہ ان کا اختلاف بر بنائے حق تھا۔ اس میں نفسانیت کا شائبہ نہ تھا۔ اور اس اختلاف سے بچنا بھی ممکن نہ تھا۔ یہ اختلاف اسلام کے اصولی مسائل میں نہیں فروعی مسائل میں تھا اور اس سے مراد کسی ایسے حکم میں مختلف الرائے ہونا ہے۔ جس کی صراحت قرآن اور حدیث میں نہ کی گئی ہو کیونکہ باری تعالیٰ نے علم و فضل اور عقل و دانش اور فہم و فراست میں ہر ایک کے لئے تفاوت رکھا ہے۔ وفوق کُلّ ذی عِلْمٍ عَلیم۔ جس کی صراحت کتاب و سنت میں نہ ہو۔ رائے کے لحاظ سے مختلف ہو جانا لازمی بات ہے۔ اس اختلاف سے مراد یہی اختلاف رائے ہے نہ مخالفت ذاتی و نفسانی جس طرح دو ججوں کا فیصلہ ایک ہی قسم کے مقدمہ میں ایک ہی قانون کے پیشِ نظر بعض دفعہ مختلف ہوتا ہے اور کسی بھی جج کی تغلیط نہیں کی جاتی بلکہ سب کے فیصلہ کو قانوناً درست مانا جاتا ہے اسی طرح شریعت اسلام کے گہرے اور قابل حل مسائل اور فتاوے میں تمام ائمہ مجتہدین کے فیصلے اپنی جگہ برحق ہیں مگر عمل کی یکسوئی کے لیے اور تردوات سے محفوظ رہنے کے لئے عمل کے لیے کوئی راہ اختیار کرنی پڑے گی اس لیے متقدمین کو (بعد میں آنے والے لوگوں کو) اسلاف اور ائمہ کے اختلاف کو بہانہ بنا کر انتشار نہیں پھیلانا چاہیئے۔

یاحیّ یاقیوم

marfat.com

آخر میں ہم مجتہدین الاسلام ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خدمت عالیہ میں اپنا نیازمندانہ

خراجِ تحسین

پیش کرتے ہیں۔ کہ کس عقل و دانش فہم و فراست سے ماشاء اللہ دین اسلام کے تشریح طلب امور

میں کیسے کیسے عمدہ اور قابل تحسین و داد فیصلے مرتب کئے

جن کا کہ ہم سے کسی کے بھی فہم و ادراک میں آنا محال ہے

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ!

اسعود سعید چہار شنبہ ۷، ذی قعدۃ النجیب ۱۳۸۷ ہجری المقدس

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حی　　یا قیوم

دارالاحسان

اللھم صل علی سیدنا
محمد و آلہ و عترتہ بعدد
کل معلوم لک استغفر اللہ
الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم
واتوب الیہ

سلسلۂ اشاعت
۲۰
دعوت و تبلیغ
الاسلام

اسلام اور سائنس

ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام التالیفات الصحافت المقبول المصنفین ۰ دارالاحسان فیصل آباد

marfat.com

اسلام اور سائنس

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن حکیم
میں اپنے بندوں کو بار بار غور و فکر کا حکم
دیا ہے اور سائنس کی ہر ایجادِ انسانی

غور و فکر

ہی کا نتیجہ ہے!

marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں کو کائنات کی تخلیق کے فکر کا حکم دیا اور فرمایا:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۝

(آل عمرٰن : ۱۹۰-۱۹۱)

ترجمہ: تحقیق بیچ پیدائش آسمانوں کے اور زمین کے اور آنے جانے رات کے اور دن کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے عقل والوں کے۔ وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اوپر کروٹوں اپنی کے اور فکر کرتے بیچ پیدائش آسمانوں کے اور زمین کے اے پروردگار ہمارے نہیں پیدا کیا تو نے یہ بے فائدہ۔ پاکی ہے تجھ کو پس بچالے ہم کو عذاب آگ کے سے۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۝ (الروم: ۲۱)

(ترجمہ) اور نشانیوں اسکی سے ہے یہ کہ پیدا کیا واسطے تمہارے آپس تمہارے سے جوڑا تاکہ آرام پکڑو تم طرف اس کی اور کیا درمیان تمہارے پیار اور مہربانی۔ تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں۔

marfat.com

تمام انسانی کار آمد ایجادات، مفکّر کے فکر کی معراج کا دوسرا نام ہے۔ ایک آدمی ایک فکر میں محو ہوتا ہے اور ایک مدّت تک محویت کے عالم میں مستغرق رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا فکر معراج کو پہنچ جاتا ہے۔

یہ ریل، یہ ریڈیو، یہ جہاز، یہ بجلی، غرضیکہ ہر قسم کی انسانی کار آمد ایجادات مفکّرین کے افکار ہی کی بدولت ہے۔

کسی کو کسی فکر کی توفیق ملی، کسی کو کسی کی۔

اللہ ربُّ العٰلمین ہے نہ کہ فقط ربّ المسلمین۔

جو بھی کوئی فکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے اس کا پھل عطا فرماتے ہیں۔

فکر کی ابتدا معمولی بات سے ہوا کرتی ہے۔

مثلاً — سٹیونسن اپنے لئے چائے پکا رہا تھا۔ دیگچی کے اندر بھاپ بند تھی۔ دیگچی کا ڈھکنا حرکت کرنے لگا۔ اس نے اس میں فکر کیا اور اس کے فکر کا نتیجہ یہ ریل ہے۔

اسی طرح — ایک دفعہ نیوٹن ایک سیب کے درخت کے نیچے بیٹھا آرام کر رہا تھا۔ اچانک ایک سیب اس پر گرا اس نے اس میں فکر کیا کہ یہ سیب نیچے کیوں گرا؟ اوپر کیوں

marfat.com

نہ چلا گیا۔ یہ فکر اُسے اس فیصلہ پہ لے آیا کہ زمین میں چیزوں کو نیچے کھینچنے کی کشش ہے۔

ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔

جب کسی کو کوئی ذاتی ضرورت محسوس ہوئی اس نے اسے پُورا کرنے کا فکر کیا تو اپنی مطلوبہ چیز کو پا لیا۔ غرضیکہ:

تمام ایجادات بندوں کے فکر کا حاصل ہیں۔

○

مفکّر جب کسی فکر میں محو ہوتا ہے، اپنے تن، من سے بے فکر ہوتا ہے۔ اُسے یہ پرواہ ہی نہیں رہتی کہ اس نے کیا کھانا ہے اور کیسے پہننا ہے یا کس مکان میں رہنا ہے۔ اس کا فکر اس کی تمام تر توجہ کا مرکز ہوتا ہے اور وہ اپنے مرکز سے دم بھر کے لئے بھی دُور نہیں ہوتا۔

اُسے نہ کھا کر کوئی لذّت محسوس ہوتی ہے، نہ پہن کر۔ اُس کی لذّت، فکر کی کامیابی میں ہے۔ جب تک وہ اپنے فکر میں کامیاب نہیں ہوتا کوئی اور چیز اسے کسی طرح بھی خوش نہیں کر سکتی۔ اگر اس کی یہ کیفیت نہ ہو تو اس کی

rekhta.com

فکر نا تمام ہے۔ وہ کسی عمدہ نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔

مفکّر کو اپنے فکر کے سوا کسی اور طرف کوئی رغبت ہی نہیں رہتی۔

ہمارے ہاں ایک مقولہ ہے کہ :

"اُس کی خوراک سور و شراب اور تیری آب و دانہ۔
اس کے فکر کا نتیجہ ریل و ریڈیو اور تیرے فکر کا نتیجہ یاس و حزن۔"

اے ہمنشین! تو میری اس بے نوری پر رو۔
اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

○

مُعاشرے کی اصلاح کی فکر

ایک قابلِ تحسین فکر ہے اور اس کی ابتدا بندے کے اپنے نفس سے شروع ہوتی ہے۔

○

فقیر کا کھانا، پہننا اور رہنا تو اسی طرح ہے جیسے کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔

rekhta.com

آپ کو اللہ تعالیٰ عمدہ کھانا، عمدہ پہننا اور عمدہ رہنا نصیب کرے۔ آمین!

دیسے جو لذّت و راحت سادگی میں ہے تکلفات میں نہیں

○

مفکّر اپنے فکر کی دُھن میں ایک جگہ بیٹھے شام کر دیتے ہیں کہ انہیں پتہ بھی نہیں ہوتا کہ کب دوپہر ہوئی اور کب دن ڈھلا۔ نہ گرمی کی خبر رہتی ہے نہ سردی کی اور نہ ہی کسی اور بات کی۔

○

بندہ جب "دِل" کے فکر میں محو ہُوا تو دیکھا کہ جب تک دل سے غیریت دُور نہیں ہوتی، دل صاف نہیں ہو سکتا اور غیریت یہ ہے کہ:

ہر شے اللہ کی مخلوق اور کاریگری کی مظہر ہے۔ حسین ہو یا قبیح، مومن ہو یا کافر۔

پس اس مقام پر کسی پر بھی نکتہ چینی نہ رہی۔

دِل جب اللہ کی فکر میں محو ہُوا، ہر شے میں اللہ کو پایا۔ کوئی بھی غیر نہ رہا۔

marfat.com

اور دل کی یہ طہارت معمولی بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو نہایت حکمت سے پیدا کیا اور کوئی بھی شے باطل پیدا نہیں کی۔

اللہ رب العالمین حکیم ہے۔ کیونکر کسی فضول و عبث شے کو پیدا کرتا، اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو باطل قرار دینا اللہ کی تخلیق پہ اعتراض کرنا ہے۔

○

ہر کوئی اپنے اپنے حال میں مست ہے۔

بندہ بھی اپنے حال میں مست ہے اور ہر موضوع کو توڑ موڑ کر اپنے فکر پہ لاکر ختم کر دیتا ہے۔

دُنیا میں جس کسی نے کوئی چیز ایجاد کی، فکر کی بدولت اور اللہ ہی کی توفیق سے کی اور جسے جس چیز کے فکر کی توفیق ملی، اسی میں وہ گُم ہُوا۔

بندہ ہر حال میں اللہ کی توفیق کا محتاج اور اللہ کے حکم کے بغیر کسی بھی امر پہ قدرت نہیں رکھتا اور نہ ہی کچھ کرنے کی قُدرت رکھتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ایسا فکر عنایت فرمائے

marfat.com

کہ ہم کسی بھی معاملہ میں کسی دوسرے کے محتاج نہ ہوں اور نہ ہی کسی سے پیچھے رہیں اور ترقی کے ہر معاملہ میں ہر کسی سے پیش پیش رہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے نونہال بچوں کے اذہان کو حیرت انگیز ایجادات کی توفیق مرحمت فرمائے اور جس عالمگیر علم و حکمت کی برتری کے ہم دعویدار ہیں عطا فرمائے۔ آمین!

یا حیّ یا قیّوم

○

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

موت و حیات کا ہر قدم

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

کے تحت مقدور ہے۔

آپ جُوں جُوں اس میں فکر کرتے جائیں گے،
عجیب و غریب احوال منکشف ہوتے جائیں گے حتیٰ کہ آپکی

شرحِ صدر

marfat.com

ہو جائے گی۔ کیونکہ ازل تا ابد ساری کائنات کی تنظیم

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

کی تفسیر ہے۔

○

ہم میں صرف فکر کی کمی ہے۔

ہم ایمان لاتے ہیں اور محض کورانہ تقلید کرتے ہیں۔

فکر بالکل نہیں کرتے۔

کسی بھی معاملہ میں فکر نہیں کرتے۔

اور جب تک ہم فکر نہ کریں گے،

ہماری کسی بھی کوشش کو کوئی پھل نہیں لگ سکتا۔

ہم جس کام کو شروع کرتے ہیں طوطے کی طرح رٹتے چلے جاتے ہیں۔ اپنے کسی کام کی فکر نہیں کرتے۔

دُنیوی ہو یا دینی۔

فکر ہی نماز کو معراج تک پہنچاتا ہے۔

ہماری ساری عمر نمازیں پڑھتے گزر گئی۔ نماز کے دوران دل وساوس میں مُبتلا رہتا ہے۔

کبھی یکسُوئی نصیب نہیں ہوتی۔

marfat.com

نہ ہم نے ان وساوس میں فکر کیا اور نہ ہی یہ دفع ہوئے حتیٰ کہ ساری عمر اسی حال میں گزار کر قبر میں جا پہنچے۔

اور یہ ہر کسی کا حال ہے۔ شیخ کا بھی، طالب کا بھی۔ دونوں کے دل اس ایک ہی حال میں ہیں۔

ورنہ اگر شیخ کا دل وساوس سے کلیتہً خالی ہوتا تو شیخ خود نماز کی معراج تک پہنچتا اور اپنے ہر طالب کے دل کو اس خطرہ سے محفوظ کرتا۔

نماز میں لاکھوں میں سے ایک کو خشوع ہوتا ہو گا۔ ورنہ سب کے سب جیسا دل لے کر حاضر ہوتے ہیں، نماز پڑھ چکنے کے بعد ویسے کا ویسا ہی لے کر لوٹ جاتے ہیں۔ چاہیئے تو یوں تھا کہ ایک نماز کے بعد دل کی ترقی ہوتی۔ نماز کا ثواب دل کے درجے کو بڑھا دیتا۔

ہم نے اس معاملہ میں صرف دُعا کی فرمائش کی علاج کی تدبیر نہیں کی اور یہ کبھی نہیں سوچا کہ نماز جیسی اہم عبادت کے دوران ہمارا دل اللہ کی یاد میں محو کیوں نہیں ہوتا۔ اُدھر اُدھر کی فضول باتوں میں جن کا نماز سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا، کیوں مصروف رہتا ہے۔

marfat.com

لیکن جب نماز ختم ہو جاتی ہے، وساوس بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ وساوس کی میعاد نماز تک محدود ہوتی ہے۔ یہ معاملہ ہر روز ہوتا ہے۔

لیکن ہم نے اس بات پر کبھی فکر نہیں کیا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے اور کس طرح اسے دُور کرنا چاہیئے۔

○

نماز کا وقت ہوا، اذان سُنی، نماز کو چل دیئے۔ امام صاحب قراءت پڑھتے رہے اور ہم سُنتے بھی رہے اور دل میں وہ وہ باتیں جو کبھی یاد ہی نہ تھیں، سوچتے رہے۔

لیکن

نماز کے باہر جب کوئی ناول پڑھتے ہیں تو ایسا جی لگتا ہے کہ چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور طبیعت ایک افسانے پہ اس قدر جمتی ہے کہ سارا پڑھا ہوا یاد رہتا ہے۔

اس کے علاوہ

جب تسبیح کرنے لگتے ہیں پھر وہی حالت عود کر آتی ہے۔ زبان سے کلمات کہے جاتے ہیں اور دل بدستور اپنے خیالی

marfat.com

پلاؤ پکاتا اور فضول خیالوں کو سوچتا رہتا ہے۔ جونہی تسبیح ختم کی یہ خیالات بھی ختم ہوئے۔

لیکن ہمارا یہ حال بھی قابلِ غور و فکر ہے۔

اس طرف بھی ہم نے کبھی خیال نہیں کیا کہ یہ جو ہمارے ساتھ ہر روز ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے اور اسے کیونکر روکا جائے۔

اللہ ہمیں فکر کی توفیق بخشے۔ من کے فکر کی، اور انسانی کارآمد ایجادات کے فکر کی بھی۔

○

فکر کے لئے خلوت درکار ہے نہ کہ جلوت۔
خلوت کے بغیر کوئی فکر بھی ممکن نہیں۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اَحسنِ دُنیا

یہ ہے کہ آپ دُنیادار ہوتے ہوئے
اللہ تبارک و تعالیٰ عزّ و جلّ ذوالجلال والاکرام
اور اس کے

marfat.com

رسُول مقبُول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

کے فرمودہ احکام کے مطابق زندگی بسر کریں۔

جن کاموں کا حکم دیا گیا ہے کریں اور

جن کاموں سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے باز رہیں۔

اور کسی حال میں بھی اللہ ربّ العٰلمین کی یاد سے غافل نہ ہوں۔

پھر آپ کی دُنیا احسن ہے۔

ہر شے کے دو پہلو ہیں —— ایک مذموم —— دُوسرا احسن۔

دنیا کو جہاں ملعون کہا ہے —— وہاں احسن بھی کہا ہے۔

جب کوئی اپنی دُنیا کو اللہ اور اللہ کے رسُول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمائے ہوئے احکام کے مطابق گزارتا ہے احسن ہے ورنہ ملعون۔

○

اِمروز سعید شنبہ ۱۷، ذیقعدۃ النجیب ۱۳۸۷ ھجری المقدس

بسم اللہ الرحمن الرحیم — ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حی — یا قیوم

دار الاحسان

اللّٰھم صل علی سیدنا
محمد و آلہ و عترتہ بعدد
کل معلوم لک استغفر اللہ
الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم
و اتوب الیہ

سلسلہ اشاعت
۲۱
دعوت و تبلیغ
الاسلام

لولاک لما خلقت الافلاک

علامہ محمد برکت علی لودھیانوی مدنی مدظلہ

المقام الشافت الشفاف المقبول المصطفین الامین ۰ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

لولاک لما خلقت الافلاک

اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم!

اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا حی یا قیوم　　ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

اللھم صل علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آلہ وسلم

کثیرا کثیرا ابدا ابدا

بحضور اقدس واکمل، اطیب و اطہر، اکرم واجمل، جناب سرورِ کائنات فخر موجودات سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعٰلمین شفیع المذنبین، صاحب تیجان المقربین راحت قلوب المومنین حبیب رب العٰلمین، عین النعیم دائم النعیم، مارانا وملجانا وسیدنا وحبیبنا ومحبوبنا، محمد مصطفیٰ

حضرۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

کی شان میں یہ ناقص العقل عاجز و مسکین کیا بیان کرنے کی جسارت کرسکتا ہے جبکہ اس کا علم قلیل عقل ناقص اور کوشش ناتمام ہے پھر بھی بندہ گنہگار و خطاکار، ناال چند معروضات اپنے مولائے کریم عین النعیم، دائم النعیم جانم کی شانِ اقدس میں پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے۔

اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے لطف و کرم سے بندہ کو اپنے حبیب اقدسُ اکمل جنابِ رسُولِ اکرم و اجمل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ گرامی بیان کرنے کی توفیق بخشی۔ الحمدللہ حمدًا کثیرًا

طیبًا مبارکًا فیہ کما یحبّ ربُّنا و یرضٰی مرحبًا، مُبارکًا، مُشرّفًا

○

صُوفیائے کرام کا قدیم مذہب یہ ہے کہ:

اللہ ربُّ العٰلمین نے جب اپنے نور سے نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیا تو نورِ محمد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال جوشِ محبت میں فرمایا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط

یعنی اے میرے اللہ! تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

یہ سُن کر اللہ ربُّ العٰلمین نے فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

marfat.com

پس یہی اس کلمہ کی قدیم ترین حقیقت ہے۔

گویا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فناہ فی الرسول۔ اور

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فناہ فی اللہ کا مقام ہے۔

○

حدیث قدسی ہے:۔

کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُظْهَرَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔

یعنی میں چھپا ہوا خزانہ تھا جب میں نے ظاہر ہونے کا ارادہ کیا تو خلقت کو پیدا کیا۔ مخلوق سے فردِ کامل مُراد ہے اور وہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات پاک ہے کیونکہ سب سے پہلے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نُور بنایا گیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پُوچھا: "حضور! (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سب سے پہلے مولائے کریم نے کسے پیدا فرمایا؟" تو فرمایا:

یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل کلّ الاشیاء نور نبیّک من نورہٖ ولم یکن فی ذٰلک الوقت لوح ولا قلم و

marfat.com

لاجنة ولانار ولا ملك ولا سماء ولا ارض ولاشمس ولا قمر ولاجن ولا انس۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص۳)

اے جابرؓ! اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا اپنے نور سے اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت نہ دوزخ، نہ آسمان نہ کوئی فرشتہ نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند تھا اور نہ کوئی جن تھا نہ انسان۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی اور چیز کو پیدا نہیں کیا گیا۔

مرحبًا مبارکًا مکرمًا

وروی انه لما خلق الله تعالیٰ آدم علیه السلام الهمه ان قال یارب لم کنیتنی ابا محمد قال الله یا آدم ارفع راسك فرفع راسه فرأی نور محمد صلی الله علیه وسلم فی سرادق العرش فقال یارب ماهذا النور قال هذا نور نبیٍ من ذریتك اسمه فی السماء احمد

وفی الارض محمد لولاہ ما خلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضاً۔ (مواہب لدنیہ ص۴ جلد اوّل)

حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمۃ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کے دل میں ڈالا کہ اے رب تو نے میری کنیت ابو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیوں رکھی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم! (علیہ السلام) اپنا سر اٹھا" آدم علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا۔ عرض کی۔ اے رب! یہ نور کیسا ہے؟ فرمایا: یہ نور ایک نبی کا ہے جو تیری اولاد میں سے ہوں گے۔ ان کا نام آسمان میں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور زمین میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا نہ زمین و آسمان کو۔

○

مرحبًا مبرگا مکرمًا

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابرؓ! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی، نہ دوزخ تھا، نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی، نہ سورج تھا، نہ چاند تھا، نہ جن تھے اور نہ انسان۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے۔

ایک حصے سے قلم پیدا کیا،
دوسرے سے لوح، اور
تیسرے سے عرش۔
پھر چوتھے حصے کو چار جزوں میں تقسیم کیا۔ پھر:
پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتوں کو پیدا کیا۔
دوسرے سے کرسی کو،
تیسرے سے باقی تمام ملائکہ کو
پھر چوتھے جزء کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پس

پہلے حصّے سے آسمانوں کو پیدا کیا،
دُوسرے سے زمینوں کو،
تیسرے سے جنّت کو اور
چوتھے سے دوزخ کو۔
پھر چوتھے کو چار حصّوں میں تقسیم کیا۔ پس
پہلے حصّے سے مومنوں کی آنکھوں کے نور کو پیدا کیا،
دُوسرے سے ان کے دل کے نور کو، جس سے مُراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ اور
تیسرے حصّے سے ان کا نُورِ انس پیدا کیا اور وہ توحید ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
(صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

(الانوار المحمدیہ من مواہب لدنیہ مصری ص۹ از امام قسطلانی)

مرحبًا مبرکًا مکرّمًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السّلام سے دریافت فرمایا کہ اے جبرئیل! (علیہ السّلام) تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور مجھے کچھ خبر نہیں۔ ہاں اتنا جانتا ہوں:

ان فی الحجاب الرّابع نجمًا یطلع فی کل سبعین الف سنة مرّۃً رایتہ اثنین وسبعین الف مرّۃً۔

ترجمہ: چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستّر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا میں نے اُسے بہتّر ہزار دفعہ چمکتے دیکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن کر فرمایا:

وعزۃ ربی انا ذٰلک الکوکب۔

مجھے رب کی قسم ہے میں ہی وہ تارا ہوں۔

(تفسیر رُوح البیان ص۔ جلد اوّل)

ستّر ہزار ضرب بہتر ہزار برابر ہے پانچ ارب چار کروڑ سال کے اور واضح ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کو دُنیا میں تشریف لائے کوئی نوّے پچانوے صدیاں گزری ہیں۔

مرحبًا مرحبًا مکرمًا

marfat.com

روزِ میثاق

اللہ تبارک و تعالیٰ نے کُل کائنات کو ایک میدان میں جمع کیا اور کہا

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ

کیا میں تمہارا رب نہیں ہُوں؟

اس روز بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی ساری خدائی کے پیشوا اور رسُول تھے جس میں فرشتے، جن، انسان اور تمام انبیاء علیہم السّلام موجُود تھے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ و سلم نے ساری خُدائی کو "قَالُوْا بَلٰی" کے اقرار کی تلقین کی اور سُبحان اللہ پڑھنے کی تعلیم دی۔

گویا آپ ازل سے لے کر ابد تک ساری خُدائی کے رسولُ الوحید ہیں۔ ماشاء اللہ!

اور سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے میثاق کے دن اللہ سبحانہٗ کو سجدہ کیا

سب نے ایک ایک دفعہ مگر انبیاء علیہم السّلام نے دو دفعہ "بلیٰ" کہا۔ عربی قواعد کے مطابق یہ استفہام انکاری ہے یعنی اے اللہ! ہم تصدیق کرتے ہیں کہ صرف تو ہی ہمارا رب

marfat.com

اور اللہ ہے۔

اللہ رب العلمین نے تمام عالمِ ارواح سے یہ وعدہ لیا کہ اگر تم میرے آخر الزمان نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پالو تو ان کی تابعداری کرو تو تمام انبیا و رُسل علیہم اجمعین نے تابعداری کا اقرار کر لیا۔

ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تورات کا ایک ورق اُٹھائے ہُوئے فضیلت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہُوئے جو ایک یہودی راہب نے دیا تھا۔ آپ کا چہرۂ انور غصّے سے ایسا سُرخ ہو گیا جیسے یمن کے انار اور آپ نے فرمایا کہ: اے عمر! اگر میرے زمانہ کو موسیٰ کلیمُ اللہ برگزیدہ رسول بھی پالے تو وہ میری تابعداری کے بغیر کبھی نجات نہیں پا سکے گا۔ اگرچہ وہ صاحب شریعت اولی العزم رُسول بھی ہیں۔ جس پر حضرت عمر فاروق نے عجز اور انکسار سے عرض کی:

اعوذ بغضب رسول اللّٰه رضینا باللّٰه ربًّا وبالاسلامِ دینًا وبمحمدٍ نبیًّا صلے اللّٰه علیہ وسلم۔

اس پر آپ خوش اور مطمئن ہُوئے۔ قرآن عظیم کی یہ آیت

maarfat.com

اس پر شاہد ہے :۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ
كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ
لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ
اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ
الشّٰهِدِيْنَ ○ (اٰل عمران :۸۱)

ترجمہ : اور جس وقت لیا اللہ نے عہد پیغمبروں کا ۔ البتہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب سے اور حکمت سے ۔ پھر آوے تمہارے پاس پیغمبر سچا کرنے والا اس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لائیو ساتھ اس کے اور مدد دینا اس کو ۔ کہا ، کیا اقرار کیا تم نے اور لیا تم نے اوپر اس کے بھاری عہد میرا ۔ کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے ۔ کہا ، پس شاہد رہو اور میں ساتھ تمہارے شاہدوں سے ہوں

یاحی یاقیوم

marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اطاعت کرو (میرے) رسولؐ کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں کو جہاں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔ جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت فرض ہے وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول کی اطاعت بھی فرض ہے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت تکمیل تو درکنار ممکن ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ایک غیر مرئی حقیقت ہے جس کی اطاعت کا واحد ذریعہ محض اطاعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کے سوا اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کسی طرح ممکن ہی نہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا: میرے رسول کا کہا مانو۔ گویا جب تک آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتے اور ان کا کہا نہیں مانتے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے اطاعت گزار نہیں ہو سکتے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ط

ترجمہ: (اے رسولؐ!) آپ بندوں سے کہہ دیں۔ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتّباع کرو۔ اللہ تمھیں دوست رکھے گا۔

پس معلوم ہُوا کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تابعداری کرنے والا ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی دوستی کا دعویدار ہوسکتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ بھی صرف اپنے حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتّباع کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی دوستی حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتّباع پر موقوف ہے۔ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتّباع کے بغیر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کا دعویٰ ناقص اور بے کار ہے۔ قرآن کریم و فرقانِ حمید کا ارشاد ہے:۔

مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ط

ترجمہ: جو رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) تمھیں دے اسے لے لو اور جس بات سے روکے اس سے رُک جاؤ۔

اور یہ آیت ضرورت سے زیادہ مفصّل، عام فہم اور مزید

تفسیر کی محتاج نہیں۔ صاحبِ فہم و ادراک کے لئے اسی ایک آیت میں ہدایت کی کامل مقدار موجود ہے۔

کسی معبود کو مان لینے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے وجود کے بارے میں مثبت رائے قائم رکھ لینا ہی کافی ہے یعنی اس کے بارے میں صرف یہ اطلاع رکھنا یا زبان سے کہہ دینا" جی ہاں" ہے کافی نہیں۔

عبادت، پرستش یا بندگی انسان کی جبلت میں موجود ہے۔ انسان کہیں نہ کہیں سربسجود ہوتا ہے اور اپنی تمام امیدوں اور آرزوؤں کے بر لانے والے کی تلاش میں رہتا ہے اور جہاں آ کر اس کی کوشش نے دم توڑ دیا اُسی راستے کو اس نے اپنا معبود بنا ڈالا۔ کبھی خود اپنے خیال کو خدا بنا دیا کبھی اُسے پتھر کی صورت بنا کر پوجا اور کبھی بچھڑے کی صورت میں۔ غرضیکہ اپنے وہم و گمان کے مطابق سینکڑوں معبود بنا ڈالے۔ پھر ہر ایک کو خوش رکھنے اور اس کی بندگی کرنے کے دستور بھی وضع کئے۔ پھر جب اور جہاں اللہ سبحانہٗ کی طرف سے ہدایت اور روشنی آئی اور انسان کو اپنی ابدی اور ازلی منزل کی اطلاع یابی ہوئی۔ تو وہ معبود حقیقی کے حضور سربسجود ہوئے۔ یہ راہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے

marfat.com

برگزیدہ رسولوں کے ذریعے انسانوں تک پہنچائی۔ ہر زمانے میں ہر قوم اور ہر قریہ کے لئے اللہ کی روشنی اور ازلی ہدایت انسانوں تک پہنچتی رہی ہے۔ پس معبود مان لینے کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کا وہ طریقہ اختیار کیا جائے جو معبود کو پسند ہو۔ جنھوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا، انھوں نے اپنے معبود کو مان لیا۔ اور جنھوں نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا، انھوں نے حقیقتاً نہیں مانا اگرچہ زبانی مانتے ہوں۔

ایمان عمل کا تقاضا کرتا ہے اور مان لینا دراصل عمل کرنے کا اقرار ہے۔ تسلیم اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اقرار پر عمل نہ کیا جائے۔

یاحیّ یاقیوم

marfat.com

ابنِ کثیر و مدارک میں ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دفن کے بعد ایک اعرابی آیا اور اپنے کو روتے اور سر پر خاک ڈالتے قبر شریف پر گرا دیا اور کہا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ! آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور ہم نے سُنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (نساء ۶۴:۴)

ترجمہ: اور جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی ان کے لئے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو قبول کرنے والا پاتے۔

میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے لیے استغفار فرمائیں۔ قبر مبارک سے آواز آئی کہ: "تجھ کو بخش دیا گیا ہے۔"

مواہب میں ہے کہ اس شخص کا نام عبداللہ بن عمر بن مغیرہ تھا جو ۲۲۸ ھجری میں فوت ہوا۔

marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ○

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمۃً اللعالمین بنا کر۔ آپ ہر عالم کے لئے ہر وقت رحمت ہیں۔ جہاں عالم ہے وہاں رحمت ہے۔

رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس دن دُنیا کو پیدا کیا اس دن سے لے کر قیامت تک جو کچھ بھی اس دُنیا میں موجود ہے ہر شے کے لئے اول سے آخر تک حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمۃٌ للعالمین ہونا ازل تا ابد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے اس وقت بھی آپ ہر عالم کے لیے رحمت تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دُنیا سے تشریف لے گئے اس وقت سے لے کر قیامت تک بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری دُنیا کے لئے رحمت ہیں اور یہ درجہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

اللہ سبحانہٗ ربّ العالمین ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃً للعالمین ہیں اور جہاں ربوبیت

ہے وہاں رحمت ہے۔

ربوبیت ہر جا ہے، رحمت بھی ہر جا ہے جس طرح کوئی بھی عالم ربوبیت کے بغیر نہیں رحمت کے بغیر بھی نہیں۔

جس طرح ہر عالم میں ربّ کا نُور ہونا ضروری ہے اسی طرح رحمت کا ظہور بھی ضروری ہے۔

رحمت کا تصوّر عالمگیر ہے، رحمت کے بغیر زمین و آسمانوں میں کوئی چیز ایک لمحہ بھر بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ کائنات کی تخلیق اور نظامِ کائنات تمام کا تمام رحمت سے بھرپُور ہے۔ یہاں تک کہ کائنات کی جو چیزیں ہمیں اچھی نہیں لگتیں اور ہمارے لیے سخت اذیّت کا باعث ہوتی ہیں وہ اپنے اندر رحمت کا بہت اہم پہلو رکھتی ہیں اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔

مثلاً آپ "موت" کو دیکھیں۔ کوئی شخص موت کو پسند نہیں کرتا بلکہ ہر ایک اس سے لرزاں و ترساں ہے مگر موت اپنے اندر بھلائی و رحمت کا ایک پہلو رکھتی ہے صرف موت ہی روک دی جائے تو تمام کائنات میں زندگی بہت بڑا عذاب بن سکتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا ہے۔ موت انسان کی سب سے بڑی محافظ ہے یعنی جب انسان موت کی آغوش میں

چلا جاتا ہے تو تمام دشمنوں، بیماریوں اور اذیتوں سے مامون ہو جاتا ہے۔ زہریلے اثرات کے جانور انسان کی نکالی ہوئی زہر آلود ہوا کو اپنے اندر سمیٹ کر صاف پاک کرتے ہیں۔

○

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○

ترجمہ: اے نبی ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا (عاقبت انجام سے) اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ بنا کر بھیجا۔

وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ○

(تفسیر عزیزی ص۲۹۵) باشد رسولِ شما بر شما گواہ زیرا کہ مطلع است بنورِ نبوّت بر مرتبہ متدین بدین خود کہ کدام درجہ از دین من رسیدہ۔

در حقیقت ایمان او چیست و حجاب کہ بداں ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد۔ گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا بہذا شہادات او در دُنیا بحکم شرع در حق اُمت مقبول و واجب العمل است و آنچہ از فضائل و مناقب حاضران زمانِ خود مثل صحابہ و

ازواج و اہل بیت یا غائبان اور زمانِ خود مثل اویس رحمہ و صلہ و
مہدی و مقتول دجال یا از مصائب و مثالب حاضران و غائبان
مے فرمائد اعتقاد بر آن واجب است وازین است کہ در روایات
آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال اُمتیانِ خود مطلع میسازند کہ فلانے امروز
چنین مے کند و فلانے چنان تا روزِ قیامت ادائے شہادت تواند
کرد۔

یعنی" اور ہو گا رسول تمہارا تم پر گواہ" اس لئے کہ ان کو نور
نبوت سے تم میں سے ہر دیندار کے رُتبہ کی اطلاع ہے کہ وہ کس
درجے میں میرے دین میں ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا
ہے جو حجاب کہ اس کی (رُوحانی) ترقی کی رکاوٹ بنا ہے پس
وہ پہچانتے ہیں تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمان کے
درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص و
نفاق کو اس لئے کہ ان کی شہادت دُنیا میں شریعت کے حکم
کے ساتھ اُمت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔

اور جو کچھ اپنے زمانے کے حاضر لوگوں کے فضائل اور
مناقب مثل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، ازواج مطہرات
رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

کے یا اپنے زمانے سے غائب لوگوں کے جیسے اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صلہ اور امام مہدی علیہ السلام اور مقتول دجال یا حاضرین اور غائبین کے عیب و قصور کا ذکر فرمایا ہے۔

ان پر اعتقاد کرنا واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روایات میں آیا ہے کہ ہر نبی کو اپنی اُمت کے اعمال پر مطلع کیا جاتا ہے کہ فلاں آج اس طرح عمل کرتا ہے اور فلاں اس طرح تاکہ وہ قیامت کے دن گواہی دے سکیں۔

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کُتبِ صحیحہ میں موجود ہے:

عُرِضَتْ اِلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ۔

یعنی مجھ پر میری اُمت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

منصور بن ابی حاتم، کعب سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو تین اوصاف سے خاص طور پر متصف فرمایا ہے ایک تو انہیں شاہد کا مقام عطا فرمایا کہ وہ امت کے احوال سے باخبر رہتے ہیں۔ اگر وہ ان کے احوال سے خود بے خبر ہوں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں ان کے اعمال کی کیا شہادت پیش کر سکتے ہیں۔

marfat.com

دُوسرے بندوں میں سے اُنھیں شہداء کی پوری شہادت ہوتی ہے۔

تیسرے وہ ایسے مستجابُ الدعوات ہوتے ہیں کہ جب وہ ربّ العزّت کے حضور میں کسی کے لئے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں یا ارادہ ہی کریں تو اللہ ربّ العزّت اس دُعا کو شرفِ اجابت عطا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو وہ علم عطا کیا ہے جس سے وہ بندوں کے عیب و ثواب سے پُوری طرح آگاہ ہوتے ہیں یعنی

پردگی ہا بر ضمیرش بے حجاب

بندوں کا خلوص اور نفاق ان پر پُوری طرح ظاہر ہوتا ہے۔ ایسا اعتقاد ان پر رکھنا واجب ہے بلکہ یہاں تک رِوایات ہیں کہ ان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں وقت پر یہ عمل کرے گا تاکہ قیامت کے دن وہ اس کی شہادت پیش کر سکیں۔ اس لئے ہم پر لازم آتا ہے کہ انبیاء کے ساتھ توسّط وضعی پیدا کیا جائے ایسا توسّط نہیں جیسا کہ یہودیوں نے اپنے انبیاء علیہم السّلام کی شان میں پیدا کیا اور نہ ہی وہ توسّط جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے متعلق پیدا کیا کہ انھیں خدا کا بیٹا بنا دیا۔ بلکہ ہمارا اعتقاد اور خلوص ان کے مقام علو تک مخصوص

رہنا چاہیئے کہ وہ اللہ کے برگزیدہ، مقبول اور محبوب نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کمالِ مروت سے مقامِ احسان عطا کیا اور بے شمار علوم کے خزانے ان کے حوالے کئے اور اپنے غیب پر انہیں خبردار کیا اور ان کی صفتِ کمال ہے کہ وہ بندے ہو کر تمام بندوں میں ممتاز اور اللہ کریم کے انوار و علوم کی تجلیات کے مظہرِ اتم ہیں اور ان کا مقام، مقامِ محمود ہے اور ان سے گناہ کا سرزد ہونا ناممکن بنا دیا گیا ہے اور انسانوں کی تمام صفات کے وہ مثالی جوہر ہیں اور یہی انسان کی رائے کا علو ہو سکتا ہے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اٰمِیْن

لِرُوزِ سعید جمعۃ المبارک ۱۶ ذوالقعدۃ النجیب ۱۳۸۷ ہجری المقدس

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حی　　　یا قیوم

دارالاحسان

اللّٰھم صل علی سیدنا
محمد وآلہ وعترتہ بعدد
کل معلوم لک استغفر اللہ
الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم
واتوب الیہ

سلسلہ اشاعت
۲۲
دعوت و تبلیغ
الاسلام

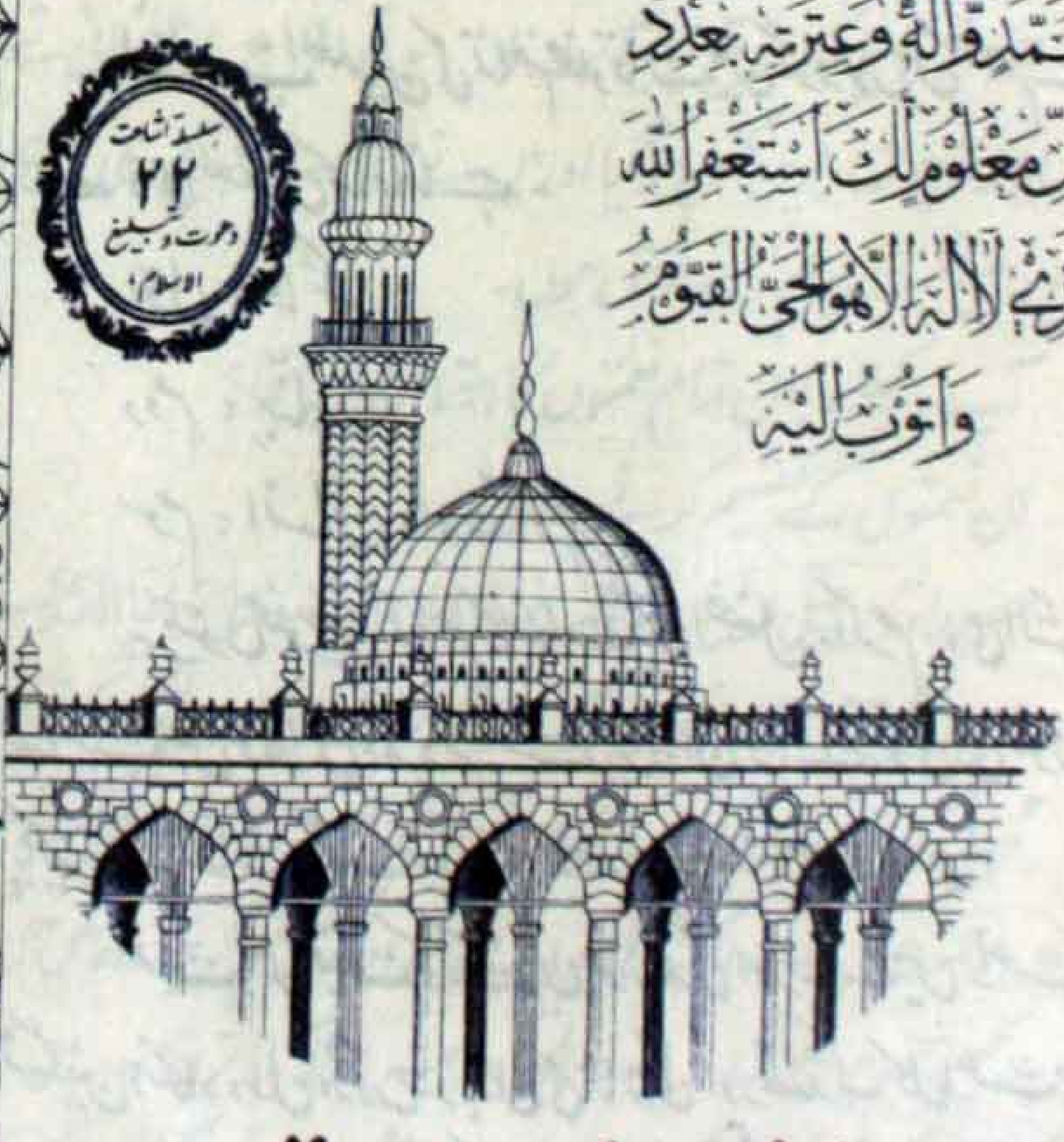

عین النعیم

بانی محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام الشاف العطاف المقبول المصطفین ○ دارالاحسان فیصل آباد پاکستان

عینُ النّعیم

حضورِ اقدس و اکمل جنابِ رسُولِ اکرم و اجمل اطیب و اطہر صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی تمام نعمتوں کے چشمے ہیں۔

اللہ ربّ العٰلمین کی تمام مخلوقات تین گروہوں میں منقسم ہے۔ جسے ذی العقول کہا جاتا ہے۔

اوّل : ملائکہ

دوم : جنّات

سوم : انسان (اولادِ آدم)

یہ تینوں مخلوقیں تمام کائنات میں افضل، اکرم، ذی الشّان، صاحبِ عقل و دانش فہم و فراست ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی مخلوق اس پاکیزہ چشمہ شفّاف، آبِ حیات سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔

نعمت اس حقیقت کو کہتے ہیں جو زندگی اور حیات میں راحت آسُودگی، تسکین، نگاہ و دل، رُوح و بدن کی تازگی اور ٹھنڈک کا باعث ہو۔ اس لئے دُنیا اور آخرت کا کوئی بھی مکین اس چشمہ فیض سے مُبرّا نہیں۔

حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم بنفسِ نفیس نعمت ہیں۔

لکھوکھہا نعمتوں کو لانے والے اور تقسیم فرمانے والے ہیں۔

قرآن مجید اسلام ۔ اور

آپ نفسِ نفیس صلی اللہ علیہ وسلّم نعمت ہیں اور تمام نعمتوں کو اللہ تبارکؐ تعالیٰ کے خزانوں سے لانے والے اور تقسیم فرمانے والے ہیں۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔

حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ آج تمہارا دین مکمّل ہو گیا اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور میں اسی نعمت پر تم سے خُوش ہوں۔

آپ دیکھئے! ان تمام نعمتوں کا اہتمام کن پر ہوا؟

ان نعمتوں کے تقسیم کرنے والوں پر!

حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: وَاللّٰہُ مُعْطِیْ وَاَنَا الْقَاسِمُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام نعمتوں کے عطا کرنیوالے ہیں اور میں تقسیم کرنیوالا ہوں۔ دُنیا کے چشمے بے ٹھ ہوتے ہیں مگر جو عین النّعیم روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیں مرحمت فرمایا، وہ پاکیزہ ہاتھوں سے نعمتوں کو تقسیم کرنیوالے ہیں جن کی نعتیں نہ کبھی ختم ہوں، نہ بوسیدہ، نہ ناکارہ، ہمیشہ ابدالآباد تر و تازہ رہیں ہمیشہ ہی مہک، چمک، دمک، ذائقہ، خوشبو سے معطّر۔ اگر انھیں گلستان کہیں تو پھولوں کی انتہا نہیں اور اگر باغ کہیں تو ثمرات کی تعداد نہیں۔ اگر عین یعنی چشمہ کہیں تو گہرائی اور وسعت کی انتہا نہیں۔

یہ اس عین النّعیم کے چشمہ کا فیض ہی تو ہے جس نے سسکتی ہوئی انسانیت

marfat.com

کو زندگی بخشی۔ بے آب وگیاہ ویرانوں کو چمن زاروں میں تبدیل کیا۔ یثرب کو مدینۃ النبی اور حرمین میں شامل فرمایا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی چشمہ سے سیراب ہوئے جنھوں نے تمام روئے زمین کو عدل سے معمور فرمایا۔ یورپ کو ان کا برہنہ پن ڈھانپنے کی استقامت وہدایت اسی چشمہ فیض سے ملی۔ عرب کے پس ماندہ، دُنیا کی جہانبانی کے لئے چُنے گئے۔ ہندوستان نہ جانے کب تک ستی جیسی مکروہ رسموں کے چکر میں پھنسا رہتا۔ اس عین النعیم کے بابرکت علوم نے ہی اس کو ظلم کی تاریکی سے نکال کر حقوق نسواں کا سبق دیا۔ ایران کے آتش کدہ کو اسی عین النّعیم کے ٹھنڈے میٹھے چشمے کے پانی نے اپنے خالق حقیقی سے رُوشناس کرایا۔ دُنیا کی مہذّب قومیں غلامی کے قائم رکھنے کے قانون کو ہمیشہ جاری رکھنے پر مُصر تھیں۔ غلامی کی جڑیں کاٹنے والے وہی صادق المصدوق منبعٔ فیض ہیں۔

اب ہر شخص تاریخ عالم سامنے رکھ کر فیصلہ کرے کہ اس عین النعیم سے کس نے استفادہ حاصل نہیں کیا۔ سبھی تو اس نعمت عظمٰی کے گداگر اور سائل ہیں یہیں تک ہی نہیں تادم آخرت اس عین النّعیم و دائم النّعیم کے فیوض جاری و ساری رہیں گے جنھیں دنیا کا کوئی اندھا اور بہرہ بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔

سب انہیں کے مرہونِ منّت ہیں۔

اے اللہ! ہم تشنگانِ آوارہ اس چشمہ نعمت کے ملتجی اور متمنّی ہیں کسی کو بھی ان کے فیوض وبرکات سے خالی نہ رکھ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ آمین!

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حی　　یا قیوم

دار الاحسان

اللھم صل علی سیدنا
محمد و آلہ و عترتہ بعدد
کل معلوم لک استغفر اللہ
الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم
و اتوب الیہ

سلسلہ اشاعت ۲۳ دعوت و تبلیغ الاسلام

عروس مملکت

خادم محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام الثقافت الصحافت المقبول المصطفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

عروسِ مملکت

حضور اقدس و اکمل جناب رسول اکرم و اجمل اطیب و اطہر

ساری مملکت کے دُولہا ہیں

این جہان و آں جہاں

اگر اللہ تعالیٰ دُولھے کو پیدا نہ فرماتے تو دُلہن یعنی کائنات کو بھی پیدا نہ فرماتے۔

جب دولہا ہے تو بارات ہے، دعوت ہے، دُلہن ہے، جہیز ہے۔ غرضیکہ ہر شئے کا اہتمام دولھے ہی کی بدولت اور دولہا ہی کے لئے ہوتا ہے۔ دولہا ہے، ہر شئے ہے۔ دُولہا نہیں، کچُھ بھی نہیں کبھی دولہا کے بغیر بھی کوئی بارات کسی نے دیکھی ہے؟

ہمارے مولائے کریم ساری کائنات کے دُولہا ہیں۔ گویا

ساری کائنات

انہی کی بدولت —

انہی کے لئے بنی۔ اور

انہی کے لئے قائم ہے۔

دولہا کی دل پسند ادائیں کائنات کے خالق و مالک کی اطاعت و ذکر ہیں اسی میں دلہن کے حُسن کی شوخی اور اسی میں زیور کی نمائش ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حیّ　　یا قیّوم

دار الاحسان

اللّٰھمّ صلّ علٰی سیّدنا
محمّد وآلہٖ وعترتہٖ بعدد
کلّ معلوم لّک استغفر اللہ
الّذی لآ الٰہ الّا ھو الحیّ القیّوم
واتوب الیہ

سلسلہ اشاعت
۲۴
دعوت و تبلیغ
الاسلام

انّ اللہ وملٰٓئکتہ یصلّون علی النّبیّ
یٰٓایّھا الّذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما

طالب: محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام الثجاف الضعاف المقبول المصطفین ٥ دار الاحسان فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(احزاب)

حضور اقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ذکر کی تلقین فرمائی۔

اور

بندوں سے فرمایا کہ ہر وقت ہر حال میں اپنی زبان اللہ کے ذکر سے تر و تازہ رکھو۔ اور

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب اقدس محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود و سلام کی تلقین اس طرح فرمائی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ
سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ (الاحزاب)

کہ تحقیق (یعنی اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں) کہ اللہ اور اُس کے فرشتے درود و سلام بھیجتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ اور اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو ان پہ

اللہ کل کائنات کا خالق و مالک ہے۔ ہر مخلوق اپنے خالق و مالک و معبود کی عبادت کیا کرتی ہے۔ نیز اپنے خالق و مالک کی خوشنودی حاصل کرنے کے اس کی شان میں کیسے کیسے عمدہ کلمات (تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر) کہا کرتی ہے۔ ان سے مدعا اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرنا ہوتی ہے۔

اللہ خالق و معبود ہے۔ اس پر کسی کی عبادت واجب نہیں اور نہ ہی کوئی کام ہے۔ مگر پھر بھی اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کی ذاتِ باری اور اس کے تمام فرشتے جن کی تعداد کسی کے بھی احاطۂ علم میں نہیں آسکتی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہ جیسا کہ اوپر فرمایا ہے۔ درود و سلام

بھیجتے رہتے ہیں۔ اللہ نے کوئی وقت معین نہیں کیا بلکہ یوں فرمایا ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے درود و سلام بھیجتے ہیں۔ یعنی

"ہمیشہ بھیجتے ہیں"

گویا اللہ سبحانہ نے اپنا ذاتی اور عملی نمونہ دے کر بندوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہ ہمیشہ درود و سلام بھیجا کریں۔ جیسا کہ خود ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان پہ درود و سلام بھیجا کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبّت کی تشریح و تفصیل میں فرمایا:۔

"جب تک میں کسی کو اس کی جان و مال ماں باپ اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں وہ کامل مومن نہیں ہو سکتا۔ گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت ہی ایمان کی تکمیل ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا تو کوئی منکر ہی نہیں۔ ہر کوئی اپنی اپنی زبان میں اپنے معبود کا ماننے والا ہے۔ اپنے رب کو ہر کوئی مانتا ہے۔ کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔ ربّ کا کوئی منکر نہیں۔ ربّ کے حبیب کے منکر ہیں۔ اسی انکار کی بدولت ربّ کو مانتے ہوئے بھی ربّ سے دور ہیں۔ جب

marfat.com

تک کوئی اللہ کے حبیب کو نہیں مانتا۔ گویا اللہ کو نہیں مانتا۔ اگرچہ اللہ کو مانتا ہو۔

جس طرح کہ ہم بن دیکھے اللہ پہ یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ ہر حال میں ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے اور ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں۔ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح ہمیں حضور اقدس و اکمل صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تسلیم کرنا ضروری ہے کہ وہ ہمارے اعمال سے ایسے باخبر ہیں جیسے کہ کوئی کسی وقوعہ کا عینی شاہد حاضر و ناظر ہوتا ہے۔ اگرچہ ہم ان کو ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ کسی نبی علیہ السلام کی سماعت و بصارت کا کیونکہ کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔ آپ نے قرآنِ کریم میں سلیمان علیہ السلام کا قصہ نہیں پڑھا کہ وہ ہوا میں پرواز کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ کیڑوں کی وادی کے اوپر سے گزرے تو کیڑوں کی ملکہ نے اپنی رعیت سے کہا کہ اے کیڑو اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ کہیں سلیمان علیہ السلام کا لشکر تمہیں روند نہ ڈالے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیڑوں کی ملکہ کی یہ آواز تین کوس کے فاصلے سے سنی۔ حالانکہ کیڑی کی کبھی بھی کسی نے آواز نہیں سنی۔ کیڑوں کی آواز کو انسانی سماعت نہیں سن سکتی

کمالاتِ نبوت اور ہمارے رسولِ اکرم و اجمل صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ جاوداں کے معاملات میں ذرہ بھر بھی شک لانا

"وفا کے خلاف"

"مُحبّت کے خلاف"

اور

"اُن کی شان کے خلاف ہے"

آپ اپنے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نکتہ چینی نہ کیا کریں۔ آن کی شان ہر شان پہ افضل ممتاز و اعلیٰ ہے۔

عیسائی مشنری نے ایک پوری صدی اس کھوج میں صرف کی۔ کہ پتہ کریں سا اسلام میں کونسی ایسی عمدہ صفت ہے۔ جس کی بدولت وہ نہایت بے سر و سامانی کے عالم میں عرب کے سے پسماندہ مُلک سے اُٹھ کر ساری دنیا پہ چھا گئے اور دنیا کے دِلوں کو مسخّر کر گئے۔

آخر انہوں نے اسلام کی یہ دو عمدہ صفات ڈھونڈ ہی لیں

۱۔ مکارمِ اخلاق

اور

۲۔ مساوات

marfat.com

عیسائی مشنری نے انہیں دونوں صفات کو مکمل طور پر اپنایا اور اس کے نتیجہ یہ نکلا کہ خود ساختہ، نام نہاد عیسائیت کو فروغ دینے میں کامیاب ہو گئے۔

موجودہ عیسائیت کوئی باقاعدہ مذہب نہیں اسلام کے خلاف ایک اپنا تیار کردہ برائے نام مذہب ہے۔ پھر بھی اِن دو اسلامی صفات کی بدولت جو کہ انہوں نے ہم سے نقل کر کے اپنائی ہیں۔ ساری دُنیا میں مشنریاں قائم کر دیں اور جیسے بھی کوئی ماننے منوانے لگے۔ اور ہم نے اپنی ساری قوت اپنے محسنِ اعظم اور سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بحث و مباحثہ میں صرف کر دی۔ اُن کی شان میں غیر مذاہب کوئی کلام کرتے تو ہمیں اتنا افسوس نہ ہوتا۔

ہر نبی علیہ السّلام کی صفتِ کمال اس کی اُمّت میں پائی جایا کرتی ہے۔ مثلاً حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے معجزہ شفا بخشا تھا آپ جس اندھے کی آنکھوں پہ ہاتھ پھیرتے، روشن ہو جاتیں۔ اسی طرح جس جذامی کو چھُوتے، تندرست ہو جاتا۔

آپ غور کریں، عیسائیت کا میلانِ طبیعت مکمل طور پر ڈاکٹری کی طرف ہے اور انہوں نے اس فن میں کمال حاصل کیا ہے۔

موجودہ نصابی کتابیں زیادہ تر انہیں کی تصانیف ہیں جو ساری دُنیا میں

پڑھائی جاتی ہیں۔

ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اوجِ کمالات تھے۔ تمام انبیا علیہم السلام کے کمالات حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن

آپؐ کا سب سے بڑا کمال

"خلقِ عظیم" اور

"سادگی" ہے

نہ معلوم ہم سے کونسی ایسی خطا سرزد ہوئی ہے۔ کہ یہ دونوں ہی ہم میں نہ رہیں۔ جیسے کہ کسی نے چھین لی ہوتی ہیں۔

یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا حیّ یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام، ہمیں ہماری کھوئی ہوئی نعمت پھر سے عنایت فرما اور جس گناہ کی بدولت ہم سے تیری یہ دونوں عمدہ نعمتیں چھینی گئی ہیں بخش دے۔ آمین

اسلام کی دعوت وتبلیغ کا **علمبردار** اپنی منزل سے دُور ہٹا فضول اور غیر ضروری اُمور پہ بحث ومباحثہ میں ایسا اُلجھا کہ وقت کے تقاضا کو بالکل بھول گیا۔

marfat.com

عیسائی مشنری نے اس صورتِ حال سے پورا فائدہ اٹھایا۔ اور تبلیغ کی جو طرز ہماری میراث تھی، اختیار کی۔

سکول میں ہسپتال میں گرجا میں بازار میں کوچہ میں، غرضیکہ ہر جگہ اپنے مشن کو پوری طرح کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔

ہر جگہ ہر معاملہ میں اپنے مشن کو مقدم اور اس کے سوا ہر شے کو مؤخر رکھا۔ اور ہر شعبہ میں ایک ہی مقصد موجزن رہا۔

(CORAL-ISLANDS) کورل آئلینڈ جیسے دُور دراز جزیروں میں جا پہنچے۔ راہ میں مارے گئے اور کھائے گئے۔ لیکن کوئی بھی حادثہ ان کے عزم کو متزلزل نہ کر سکا۔ اور نہ ہی کوئی روکاوٹ انہیں اپنی منزل سے دُور ہٹا سکی۔

اور ہم نے اس معاملہ میں ایک دوسرے پر اعتراضات کی بوچھاڑ جاری رکھی۔ بجائے اس کے کہ ہم دین کی کسی خدمت کرنے والے کا کوئی ہاتھ بٹاتے اور کچھ نہیں تو زبانی حوصلہ افزائی ہی کرتے، اعتراضات جاری رکھے۔

اِتحّادِ بین المسلمین

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ساری اُمّت پیاری ہے ساری اُمّت اُن ہی کی اُمّت ہے۔ اُن کی سب سے پسندیدہ چیز اُمّت کے مابین اِتحّاد و محبّت ہے۔

ساری اُمّت کے مابین اِتحاد و محبت حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے محبوب و مقبول ہے۔ جنہیں ہم کن کن بُرے القاب سے خطاب کرتے ہیں۔ کیا وہ ـــــــ

ہمارے پیارے رسولِ اکرم و اجمل الطیّب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّتی نہیں؟

اگر ہیں تو پھر آپ کو اُن سے کیوں اُلفت نہیں۔ اُن میں جو کمی ہے اُسے دُور کرنے کی کوشش کریں۔ اُمّت میں انتشار و نفاق پھیلانا اُنہیں دُکھ پہنچانے کے مترادف ہے۔

ملّتِ اسلامیہ کے مابین

۱۔ اخوّت

۲۔ محبّت

۳ - اتحاد

کو فروغ دیجیے

کسی شخصیت اور درسگاہ کے خلاف اہانت آمیز کلمات استعمال نہ کیجیے۔

حضرات علمائے کرام سے ایک مخلصانہ گزارش

ہے کہ اپنے اپنے مسلک۔ عقیدہ اور مکتبِ فکر سے بالاتر ہو کر

دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں ایک دوسرے

سے بھرپور تعاون کیجیے۔ ہمارے باہمی اختلافات سے غیر اسلامی اداروں کو بڑی تقویت پہنچ رہی ہے۔ اپنے خطبات و مواعظ حسنہ میں دینِ اسلام کے فضائل و مسائل کو موضوع بنائیے۔

غیر ضروری مسائل میں نہ اُلجھیے

نہ ہی بحث و مباحثہ کو منظرِ عام پر لائیے

ہر شئے کے بنیادی اصول سادہ اور عام فہم ہوتے ہیں۔

marfat.com

اتحاد بین المسلمین کے چند تریاقی اجزا یہ ہیں

اگرچہ بظاہر تو یہ بہت ہی سہل اور معمولی ہیں۔ لیکن از حد مؤثر ہیں

۱۔ آپ کہیں جا رہے ہیں۔ آپ کو کوئی شخص ملا۔ آپ اُسے شوق و خلوص سے ایک بار السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کہہ کر تو دیکھیں۔ آپ کے یہ چند کلمات اُس کے دِل کو موہ لیں گے۔ اگرچہ وہ کیسا ہی سخت مزاج۔ آزاد طبع اور تیز خو کیوں نہ ہو۔ یقیناً آپ سے یوں کہے گا۔ اجی صاحب وعلیکم السلام۔ سنایئے کیا حال ہے خیریت تو ہے۔ کہاں سے تشریف لائے ہو۔ کہاں جانے کا خیال ہے۔ گھر میں سب خیریت ہے۔ غرضیکہ وہ ایک سلام کے جواب میں بہت سے دِل آویز کلمات پیش کرے گا۔ یہی نہیں۔ بلکہ اس کے دل میں آپ کے لئے محبت کا ایک احساس پیدا ہو جائے گا۔ اسی طرح ہر کسی کو سلام کہنے کا یہی نتیجہ ہوگا۔ آپ کی عزت دوسروں کی نظر میں بڑھے گی۔ اور اُن کے دِلوں میں آپ کے لئے جگہ ہوگی۔ اسی لئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری اُمّت کو آپس میں سلام کہنے کی تعلیم و تاکید فرمائی ہے

marfat.com

اور سلام میں پہل کو ترجیح دی ہے۔ مسلمان کا مسلمان کے لئے اللہ سے سلامتی۔ برکت اور رحمت کا طلب کرنا اللہ کو پسند ہے۔ اس کے بعد اللہ پہ یہ بات لازم ہو جاتی ہے کہ اپنے لطف وکرم سے کہنے والے اور جس کو کہا جائے۔ دونوں پہ سلامتی اور رحمت بھیجے۔

۲۔ اسی طرح اگر آپ کسی محفل میں نہایت آرام دہ جگہ پر تشریف فرما ہوں۔ بعد میں کوئی اور صاحب محفل میں شریک ہو۔ اور کثرتِ افراد کی وجہ سے اسے بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہ ملے۔ آپ اپنی جگہ سے اُٹھیں اور اُسے اپنی جگہ بیٹھنے کی پیش کش کریں۔ یقیناً اس وقت اس کے دل میں آپ کی کتنی قدر و منزلت ہوگی۔ وہ ہمیشہ کے لئے آپ کا مرہونِ منّت ہو جائے گا۔ آپ ریل میں سفر کئے جا رہے ہیں۔ ساری سیٹیں بھری پڑی ہیں۔ کوئی صاحب ریل میں سوار ہو کر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے کھمڑکی تھام کر کھڑے ہیں۔ آپ اپنی جگہ سے اُٹھیں اور اسے اپنی جگہ پہ بٹھائیں۔ اول تو آپ کی اس نوازش کا مشکور ہوگا۔ اور یہی کہے گا یا نہیں کہے گا۔ کہ نہیں صاحب آپ بیٹھے رہیں اگر

marfat.com

آپ کے اصرار کرنے پر وہ آپ کی جگہ بیٹھ بھی جائے ۔اور آپ کھڑے رہیں تو کیا خوب ہو۔ آپ کا یہ معمولی سا ایثار کسی بڑی بات کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے ۔ چلئے اس کو بھی چھوڑیں ۔ کیا یہ بات آپ کے لئے باعث تسکین نہیں کہ آپ کسی بھائی کے کام آئیں ۔ اللہ سبحانہٗ تو کسی کی ذرا سی نیکی بھی ضائع نہیں ہونے دیتے ۔ خواہ وہ بادی النظر میں کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو ۔

۳ ۔ احترام آدمیت

آپ جب بھی کسی کو پکاریں ۔ عمدہ دِل کش اور مہذب الفاظ سے خطاب کریں ۔

۴ ۔ آپس میں ایک دوسرے کی دعوت پکایا کریں ۔

اگر آپ کے دوستوں میں سے کسی کے گھر کوئی مہمان آئے اُس کی دعوت پکائیں ۔ جس کے مہمان کی کوئی دعوت پکائے بے شک وہ اپنے مہمان کی عزت و قدر کو دیکھ کر ازحد مشکور ہوگا ۔ آپ کی یہ معمولی سی بات اس کے دِل کو جیت لے گی ۔

۵ ۔ کوئی بیمار ہو، اس کی عیادت کو جائیں ۔ اس کے علاج معالجہ میں ہاتھ بٹائیں ۔

marfat.com

ہر مکتب فکر کا دعوےٰ

اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اجملِ اکرمِ

ہے

ہر مفکّر اپنے اندازِ فکر میں

حضورِ اقدس واکمل جناب رسولِ اکرم واجمل صلے اللہ علیہ وسلم کی

صحیح پیروی

کا دعویدار ہے اور

یہی جذبہ مستحسن ہے

اختلافِ آرائے فہم وادراک ہی کی

کمی بیشی کی بدولت ہے،

marfat.com

اللہ سبحانہٗ ہمیں

صحیح اور کامل

فہم وادراک

نصیب کرے، یا حی یا قیوم آمین

اور

ہر اختلاف رحمت کا باعث بنے نہ کہ زحمت کا!

یا حیُّ یا قیُّومُ آمین

بروز سعید جمعۃ المبارک ۲۳ ذیقعدۃ الحرام ۱۴۰۷ ہجری المقدس

بسم اللہ الرحمن الرحیم   ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حی   یا قیوم

دار الاحسان

اللھم صل علی سیدنا
محمد و آلہ و عترتہ بعدد
کل معلوم لک استغفر اللہ
الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم
و اتوب الیہ

سلسلہ اشاعت
۲۵
دعوت و تبلیغ
الاسلام

اسلام اور رہبانیت

علامہ محمد برکت علی لودھیانوی مدظلہ

المقام الثجاف الصحاف المقبول المصطفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

اسلام اور رہبانیت

اسلام رہبانیت نہیں سکھلاتا بلکہ سیدھے

سادے احکام پر چلنے کی پابندی کا حکم

دیتا ہے۔

سادگی اور مساوات

اسلام کی تعلیم ہے۔ جو لطف و راحت سادگی

میں ہے تکلّف میں نہیں

marfat.com

فہرست "مکشوفات منازل الاحسان"

جلد اول

شمار	سلسلہ عنوان نمبر	عنوانات	صفحہ
۱	۱	دعوۃ و تبلیغ الاسلام	۱
۲	۲	الاستقامت	۵۱
۳	۳	المبلّغ	۷۳
۴	۴	الحسد	۹۷
۵	۵	تعلیم الاسلام ، تبلیغ الاسلام ، تنظیم الاسلام	۱۱۷
۶	۶	وقت مومن کی بیش قیمت متاع ہے	۱۳۳
۷	۷	اَللّٰہُ مَعِیْ	۱۴۹
۸	۸	اَلْعِلْمُ نُقْطَۃٌ	۱۶۵
۹	۹	لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ	۱۸۱
۱۰	۱۰	حبِّ رسول اکرم و اجمل صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹۷
۱۱	۱۱	الانفاق فی سبیل اللہ	۲۲۱

شمار	سلسلۂ وعظ نمبر	عنوانات	صفحہ
۱۲	۱۲	ہم کون ہیں ؟	۲۴۵
۱۳	۱۳	وسیلۂ شیخ	۲۶۱
۱۴	۱۴	آپ کون ہیں ؟	۲۷۷
۱۵	۱۵	منازل السلوک	۳۰۵
۱۶	۱۶	آپ کے کان، ناک، آنکھ، دل، ہاتھ اور پاؤں	۳۴۱
۱۷	۱۷	فضائل جمعۃ المبارک	۳۷۷
۱۸	۱۸	آپکی ہستی ناپائیدار فانی اور چند روز کی مہمان ہے	۳۹۷
۱۹	۱۹	ہم کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر رہے ہیں	۴۱۳
۲۰	۲۰	اسلام اور سائنس	۴۳۳
۲۱	۲۱	لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ	۴۴۷
۲۲	۲۲	عین النَّعِیم	۴۷۱
۲۳	۲۳	عروس مملکت	۴۷۵
۲۴	۲۴	اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ...... تسلیماً	۴۷۷
۲۵	۲۵	اسلام اور رہبانیت	۴۹۳

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حی　　یا قیوم

دارالاحسان

اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

سلسلہ اشاعت
۲۶
دعوت و تبلیغ
الاسلام

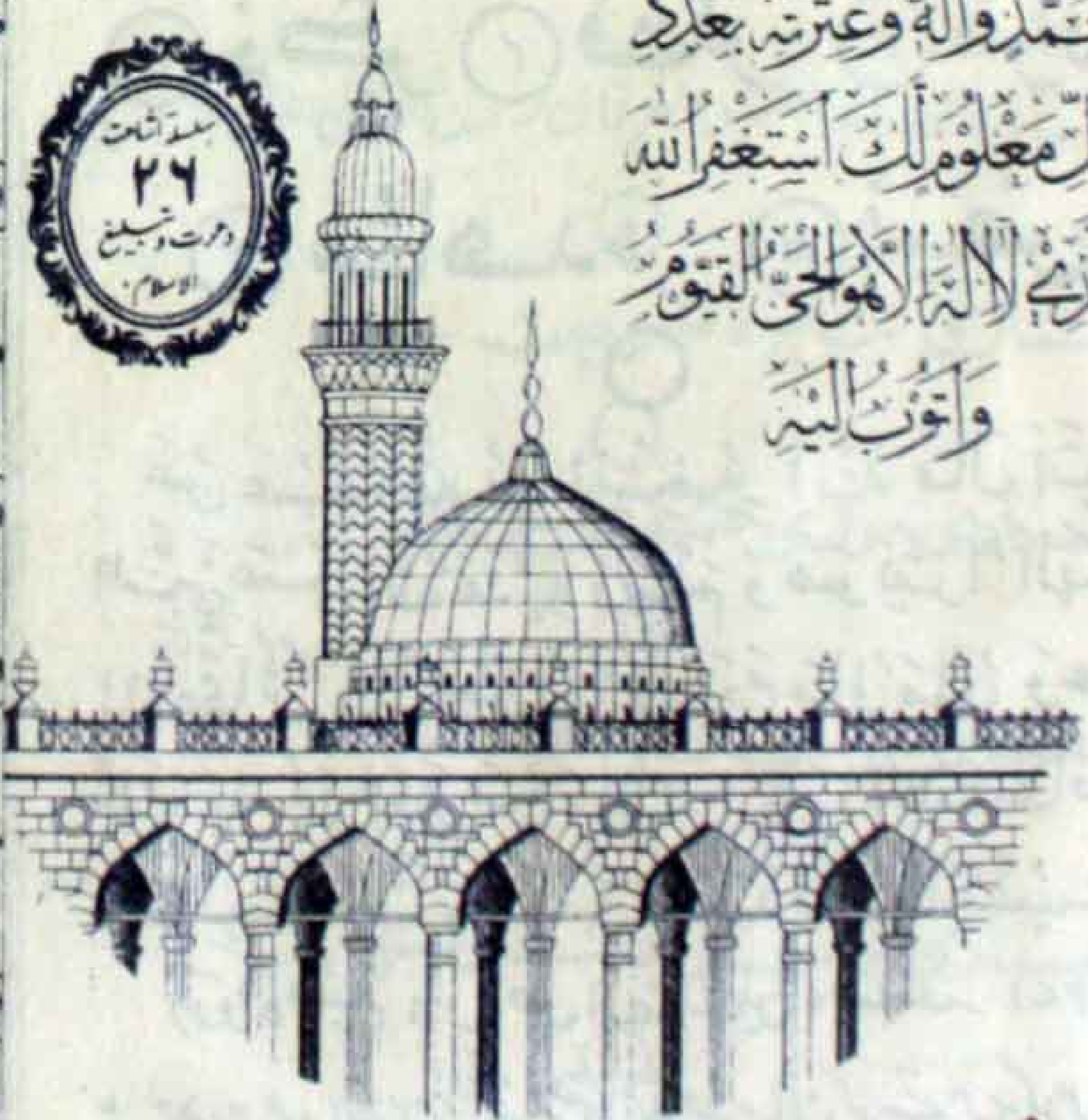

پانچ بنائے طریقت اسلام

از مولانا محمد برکت علی لدھیانوی عفی عنہ

المقام التجاف الصحاف المقبول المصطفین ۰ دارالاحسان فیصل آباد پاکستان

marfat.com

پانچ بنائے طریقتِ اسلام

(۱) ذکر (۲) فکر (۳) مراقبہ

(۴) مشاھدہ (۵) فیض

○

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِیْرِ اَنَّہٗ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقْرَأُ "اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ" قَالَ یَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ وَھَلْ لَکَ یَا بْنَ اٰدَمَ مِنْ مَالِکَ اِلَّا مَا اَکَلْتَ فَاَفْنَیْتَ وَمَا لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ وَتَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ : ریاض الصالحین ، صفحہ ۲۷۱)

" حضرت عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور آپ سورہ الھٰکم التکاثر تلاوت فرما رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ : ابنِ آدم (انسان) کہتا ہے۔ میرا مال، میرا مال! حالانکہ (حقیقت میں) اے ابن آدم! مال میں تیرا صرف اتنا حصہ ہے،

marfat.com

جسے تو کھا کر فنا کر دے۔ یا پہن کر بوسیدہ کر دے۔ یا صدقہ کر کے آخرت کا ذخیرہ بنالے!"

○

هماراً مقصود اللہ ہے

○

ہمارے قائد العلم والعرفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

○

ہماری شاہراہ شریعت ہے

○

ہماری سواری شوق ہے

○

ہمارا ہتھیار علم ہے

○

ہماری ڈھال صبر ہے

○

ہمارے دین کی جڑ عقل سلیم ہے

○

ہماری جائیداد حسنات ہیں

○

marfat.com

ہمارا لباس تقویٰ ہے

○

ہمارا عمامہ ادب ہے

○

ہماری خوراک ذکر و فکر ہے

○

ہمارا فخر فقر ہے

○

ہمارا کسب اسلام کی دعوت و تبلیغ ہے

○

ہمارا حربہ محبت ہے

○

ہمارا راس المال معرفت ہے

○

ہمارا خزانہ توکّل ہے

○

ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے — اور اخلاق ہماری شخصیت کا آئینہ ہے

marfat.com

کراماً کاتبین ہمارے دو معتمد ساتھی اور گواہ ہیں!

○

قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ الکریم عزوجل ذوالجلال والاکرام

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۝

نزدیک آلگا لوگوں کو ان کے حساب کا وقت، اور وہ بے خبر ٹلاتے ہیں: (الانبیاء: ۱)

○

- ○ وقت مومن کی قیمتی متاع ہے
- ○ یہ وقت بڑا قیمتی ہے، اسے فضول ضائع نہ کریں
- ○ ہر وقت — کسی نہ کسی کار آمد شغل میں — مصروف رہیں'

○

marfat.com

اپنے دل سے پوچھئے

اِس وقت مجھے کیا کرنا چاہیئے ؟
کیا اس وقت میں وہی کام کر رہا ہوں، جو مجھے کرنا چاہیئے ۔ ؟
کیا میرا یہ وقت فضول تو نہیں جارہا ؟
اِن باتوں کی بجائے کام کرنا زیادہ بہتر ہے ؟

○ ○

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً

(عمران بن حصین : بیہقیؒ)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :

کہ مرد کا خاموش رہنا (اور خاموشی پہ ثابت قدم رہنا) ...

marfat.com

ساٹھ سال

کی عبادت سے بہتر ہے

○

عَنْ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی خَصْلَتَیْنِ ھُمَا اَخَفُّ عَلَی الظَّھْرِ وَ اَثْقَلُ فِی الْمِیْزَانِ قَالَ قُلْتُ بَلٰی قَالَ طُوْلُ الصَّمْتِ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِھِمَا

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۴۴۸ شمار ۴۶۵۱ - بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" اے ابوذرؓ! میں تجھ کو دو ایسی باتیں بتلاؤں۔ جو نہایت سبک اور ہلکی ہیں۔ لیکن سے اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہیں۔ ابوذرؓ نے عرض کیا۔ ہاں ضرور بتایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"طویل خاموشی اور خوش خُلقی

قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ان دو خصلتوں سے بڑھکر مخلوق کے لئے کوئی عقل نہیں ہے!"

○

وما علینا الا البلاغ

یا حیّ یا قیوم

marfat.com